

بھیڑ کی قربانی کے بارے میں راہنمائی کرنے والا

# ہادی الاضحیۃ بالشاة الهندیۃ

۱۴۱۲ھ

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

# ۱۳ ہادی الاضحیۃ بالشاة الہندیہ ۱۳

(بھیڑ کی قربانی کے بارے میں راہنمائی کرنیوالا)

مسئلہ ۲۰۳ از کانپور مسجد رنگیان مرسلہ مولوی احمد حسن صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ فیض عالم کانپور  
ادارہ رمضان مبارک ۱۳۱۴ھ

(خلاصہ) ہدایت کے نشان، حضرت مسیح کی بشارت  
والے، نام میں رسول مقبول کے ہم نام، اور جناب تعالیٰ  
کے اسم مبارک کے ہم مادہ، مولانا احمد رضا خاں صاحب  
زید مجدہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پنجاب سے ایک  
سوال آیا ہے جس کے جواب کے لئے بہت سے  
علماء سرگرداں ہیں لیکن منزل مقصود مفقود ہے  
ایک پرمغز عالم نے ایک جواب تحریر کیا وہ معمول  
قدیم کے خلاف ہے اس لئے عوام اور علماء کوئی  
قبول نہیں کرتا، میں سوال و جواب دونوں ہی خدمت  
میں ارسال کر رہا ہوں، جواب اگر صحیح نہ ہو تو وہ غلط

علم الہدی، سعی المصطفیٰ باسمہ  
الذی بشر بہ عیسیٰ، بزیادۃ  
لفظ معنای المرتضیٰ دامت  
عنايتکم از احمد حسن عفی عنہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وبعد  
ازیں آنکہ دریں وقت یک استفتاء از پنجاب آمدہ  
است، و نہایت طویل است، اکثر علماء نے پنجاب  
دریں امر کو شدید اندکھن لیکن بمنزل مقصود نرسیدہ اند، و جواب  
استفتاء ایک شخص نے کیا علم اتم وارد نوشتہ، لیکن چونکہ  
جواب مخالف معمول است قبول نمی کنند، انکوں جواب  
تعلیل کردہ، بخدمت ساهی ارسال است، ہر چیہ تحقیق جناب

بتائیں اور صحیح ہو تو تاسید مزید سے مزین  
فرمائیں۔

**سوال** | علمائے اسلام بالخصوص اعلام اخاف  
بھیڑ اور بھیڑے (نروادہ) کے بارے میں کیا فرماتے  
ہیں، ان کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

**جواب** | شرح وقایہ اور اس کے دو حاشیے  
از علامہ علی، درمختار اور شامی، مفاتیح الجنان شرح  
شرعہ الاسلام، تعلیق المجد، اشعۃ اللمعات  
کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ قربانی کے جانوروں  
کی ابتدائی تین قسمیں ہیں:

(۱) شاة یا غنم (یہ دونوں لفظ بطور ترادف قربانی  
کے جانور کی ایک ہی قسم کے لئے بولے جاتے ہیں)  
(۲) بقر (اس کی دو قسمیں کرتے ہیں، گائے اور  
بھینس)

(۳) حمل (اس کی ایک قسم شمار کرتے ہیں)  
شاة کو پھر دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں،  
ضان اور معز۔

اور بقر کی بھی دو قسم کرتے ہیں، بقر و جاموس۔  
اس طرح اصل اور ذیلی قسموں کو ملا کر کل پانچ قسمیں  
ہوئیں:

(۱) حمل (اونٹ) (۲) بقر (گائے)

ست ارسال فرمائیے اگر مخالف رائے جناب باشد امید ہے  
آہن روشن کنند و اگر موافق باشد نیز زیادہ اولہ ثبت فرمائند۔

ما قول العلماء المحمدية الحنفية عليه افضل  
الصلوة واكمل التحیات، فی حیوان ذات صوف  
ولا الیة له، ویقال فی النغۃ الملتانیة لانشاء  
بھیڈ ولذکرہ کھٹہ، اتجوز به التضحیة ام لا۔  
بتنوا و توجروا من المملک العلام۔

**الجواب** : اقول وبہ نستعین، انی رأیت  
کتب الحنفیة الموجودة عندی من شرح  
الوقایة وحاشیتها للجلپی والدر المختار  
وشرحہ للشامی، ومفاتیح الجنان شرح  
شرعہ الاسلام، والتعلیق المجد شرح  
موطا امام رحمہ اللہ، واشعۃ اللمعات ووجدت  
فیہا انہم یخصرون الاضحیة فی الشاة والبقر  
والابل، او الغنم والبقر والابل ویعمون  
انشاء بقوله ضانا کان او معز او كذلك  
الغنم ویفسرون الضان بما تكون له الیة و  
یدخلون الجاموس فی البقر ویقولون انه  
نوع منه فصارت انواع الاضحیة  
خمسة الضان والمعز والبقر  
والجاموس والابل ذکورا کانت

محہ سائل کی الجھن اصل یہ ہے کہ عرب میں دُنبہ ہوتا ہے اور بکری بھیڑ جو ہمارے یہاں ہوتی ہے جس کی صرف دُنبہ  
دُنبہ سے مختلف ہے، یہ کس میں داخل ہے، دُنبہ میں یا بکری میں، یا کوئی تیسری قسم ہے، تو اس کی قربانی  
جائز ہے یا نہیں؟ عبد المنان عظمیٰ





کما یطلقون لفظ الضان علی ما تكون له الیة  
 كذلك الفرس یطلقون علیه لفظ معز فمواهما  
 واحد کما یشعر به عبارة الغیاث، گو سفند  
 بمعنی معز مقابله بز چنانکہ معز در عربی مقابل  
 ضان است کما استفاد من قاموس و  
 الصراح، و بعضی نوشته اند کہ اطلاق گو سفند بر معز  
 بز ہر دو آمدہ، از سراج، انتہی عبارة الغیاث۔  
 عمدہ ہے، اور بھیڑ و نہ سے چکی میں ناقص ہے اس لئے یہ بات قرین قیاس ہے کہ اکمل اور عمدہ کو کامل کے  
 ساتھ شمار کیا جائے، اور یہ بات غلط ہے کہ ناقص کو کامل کے ساتھ جوڑا جائے، اسی لئے بھینس کو گائے  
 میں شمار کیا اور بھیڑ کو دنبہ میں نہیں۔

دوسرا شبہ اہل لغت نے ضان کا ترجمہ فارسی کے لفظ معز سے کیا ہے جو بھیڑ اور دنبہ دونوں کو عام  
 ہے، پس اہل لغت کے اس محاورہ کے موافق اہل شرع کو بھی بھیڑ کو دنبہ میں شامل ماننا چاہئے۔  
 جواب اہل لغت کی تشریح کے موافق فارسی لفظ معز بھیڑ اور دنبہ دونوں کو عام نہیں بلکہ معز صرف دنبہ کو  
 کہتے ہیں۔

فارسی میں لفظ گو سفند بھی لفظ معز کی طرح لفظ بز کا مقابل ہے جیسا کہ عربی میں لفظ معز  
 ضان کا مقابل ہے۔ قاموس و صراح دونوں سے یہی ثابت ہے۔

البتہ بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ فارسی کا لفظ گو سفند لفظ معز کا ہم معنی نہیں بلکہ معز و بز (دنبہ و  
 بکری) دونوں کو عام ہے۔ (غیاث اللغات)

پس ازیں عبارت صاف معلوم می شود کہ آن حیوان  
 کہ عرب آن را ضان گویند فرس آن را معز  
 گویند، و انچہ عرب آن معز گویند  
 فرس آن را بز گویند، لا انت  
 لفظ معز عام یطلق علی الضان  
 اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اہل عرب کے  
 نزدیک جو جانور ضان کہلاتا ہے اہل فارس اسی  
 کو معز کہتے ہیں (اور اہل اردو دنبہ کہتے ہیں) اور  
 اہل عرب جس کو معز کہتے ہیں اہل فارس اسی کو بز  
 کہتے ہیں، نہ یہ کہ لفظ معز کے اطلاق میں بھیڑ داخل ہے

ایک اور جواب | اور اگر بطور تنزل ہم تسلیم بھی کر لیں کہ اہل لغت کے نزدیک میث کا اطلاق اُون والے پر ہوتا ہے، تب بھی ہم تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس سے ان کی مراد بھڑ ہے، اس کے بیان کے لئے ہم کو تھوڑی تفصیل میں جانا ہوگا۔

کسی چیز کی تعریف اس کے مساوی لفظ سے بھی کی جاتی ہے، جیسے انسان کی تعریف لفظ ناطق سے کی جائے (کہ جن جن افراد پر انسان دلالت کرتا ہے کسی چیز کی تعریف اس کے مساوی لفظ سے بھی کی جاتی ہے، جیسے انسان کی تعریف لفظ ناطق سے کی جائے (کہ جن جن افراد پر انسان دلالت کرتا ہے

اگر معرفت کو بعض امور سے ممتاز کرنا ہے تو عام لفظ سے بھی تعریف جائز ہے۔ (فاضل لاہوری بحث

خواص اسم)

تو یہاں بھی ضان کا ترجمہ لفظ میث سے کر دیا جس کا منہوم اُون والا، لیکن اس سے اہل لغت کی غرض ضان میں بھڑ کو شامل کرنے کی نہیں تھی بلکہ ذنبہ کو لگائے، بھینس اور بکری سے ممتاز کرنا ہے کہ وہ اُون والے جانور نہیں، اور ذنبہ اُون والا جانور ہے اور جب ضان کو بھڑ سے بھی ممتاز کرنا ہوا تو اس کی تعریف چکی والے جانور سے کی۔

جواب الجواب | اگر ہماری بات کا یہ جواب دیا جائے کہ اہل لغت کے اطلاق کو یہاں تعریف مساوی سے پھیر کر تعریف عام قرار دینا ایک بے دلیل

و علی الحيوان المستول عنه ولو سلم ان لفظ میث فی لغة الفرس بمعنی ذوات الصوف اعم من ان یکون لهما الیة او لا لی شمل الضان والحيوان المستول عنه فتفسیر اهل اللغة لفظ الضان بلفظ میث تفسیر بالاعم وهو جائز اذا كان المقصود هو التمييز عن بعض ما عدا ذلك، ذكره الفاضل اللاهوری فی بحث خواص الاسم۔

ناطق بھی اس پر دلالت کرتا ہے) اور کبھی تعریف کے لئے معرفت سے عام لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے السعدانة بنت (کہ سعدانہ ایک مخصوص گھاس کا نام ہے) جبکہ ثبت ہر گھاس کو کہا جاتا ہے، اول الذکر تعریف کامل ہے اور ثانی ناقص، الغرض تعریف دونوں ہی ہے۔

اگر معرفت کو بعض امور سے ممتاز کرنا ہے تو عام لفظ سے بھی تعریف جائز ہے۔ (فاضل لاہوری بحث

خواص اسم)

وهنا كذلك او المقصود من تفسیر به تمیزه عن بعض ما عدا ذلك كالمعز والبقر، فانهما من ذوات الشعر، ولو قيل ان غرضهم من تفسیر الضان بلفظ میث ان الضان ما كان من ذوات الصوف سواء كان له الیة او لا كما ان میث كذلك فبعد التسليم لا یصیر حجة علینا لان الحجة علینا تفسیر الفقهاء لا تفسیر اهل اللغة، ووجب علینا اتباع الفقهاء

لا اهل اللغة وهم كثيرا ما يخالفون  
 اهل اللغة عند اكمال الجلي على شرح  
 الوقاية ، في باب الاضحية قوله الجذع شاة  
 لها ستة اشهر اى في مذهب الفقهاء ، و  
 انما قيدناه بهذا لان عند اهل اللغة الجذع  
 من الشاة ما تمت لها سنة كذا في النهاية  
 والعينى على الكنز ، في باب الاضحية ، وجاز  
 الجذع من الضان لا غير ، وهو ما تمت له  
 ستة اشهر عند الفقهاء ، وفي كتاب الزكاة  
 والمعنى كالضان ويؤخذ الثنى في زكاتها  
 لا الجذع وهو ما اتى عليه اكثرها ، وهذا تفسير  
 الفقهاء ، وعند اهل اللغة الجذع ما تمت  
 له سنة ، وطعن في الثانية  
 بچے کو کہتے ہیں ، اہل لغت ایک سالہ بچہ کو ، اور مسئلہ کا اصل اہل فقہ کے قول پر ہی دیا جاتا ہے ۔ (چلی علی  
 شرح الوقایہ ، عینی علی الكنز)

واما تفسير الضان بما كان من ذوات

اور ادعائی بات ہے ، اس لئے قابل تقسیم نہیں ، ظاہر  
 ہے کہ ان کا منشاء ضان کا ترجمہ میٹ کر کے یہی ظاہر  
 کرنا ہے کہ وہی جائز ہے جس کے اون ہوتا ہے  
 چکی ہو یا نہ ہو ، اس سے ان کو کوئی غرض نہیں تو  
 لغت بھیر ونبہ میں شامل ہوئی ۔

جواب | چلے اہل لغت کا مطلب وہی ہے جو آپ  
 کہتے ہیں ، لیکن ہمارے لئے حجت اہل لغت کی  
 بات نہیں ہے اہل فقہ کی بات ہے ، جب وہ ضان  
 کے معنی چکی والا کہتے ہیں تو وہی مانا جائے گا ، اور  
 بھیر ونبہ میں شامل نہ ہوگی ۔

رہ گئی یہ بات کہ اہل فقہ اور اہل لغت کے معانی  
 میں اختلاف ہوتا ہے ، تو اس کی نظیر قربانی کے  
 جانور میں ہی لفظ جذع سے ہے کہ اہل فقہ چھ ماہ کے  
 بچے کو کہتے ہیں ، اور مسئلہ کا اصل اہل فقہ کے قول پر ہی دیا جاتا ہے ۔ (چلی علی

شعبہ نمبر ۳ | بعض فقہانے بھی تو ضان کی تعریف

مجیب نے یوں تعبیر کیا ہے حالانکہ اصل کتاب  
 میں یوں ہے : ضان وہ ہے جو اون والا  
 ہو اور معز جو بالوں والا ہو ۔ قہستانی ۱۲  
 عبد المنان الاعظمی

عہ عبر المجیب هكذا او العبارة في الاصل هكذا  
 الضان ما كان من ذوات الصوف  
 والمعز من ذوات الشعر قہستانی ۱۲  
 عبد المنان الاعظمی

لے ذخیرۃ العقبہ حاشیہ شرح الوقایہ کتاب الاضحیہ نوکشور کانپور ۵۴۳/۴  
 لے رمز المعانی فی شرح کنز الدقائق کتاب الاضحیہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲۰۵/۲  
 لے جامع الرموز کتاب الزکوۃ باب صدقۃ السوائم مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۴  
 ۳۰۶



مالہ صوف ( جس کے اون ہو ) سے کی ہے ،  
جس کے معنی صاف یہی ہوئے کہ بھڑ بھی اس میں  
شامل ہے ۔

جواب | جی ہاں قستانی نے یہ تعریف کی ہے :  
”الضان ما كان من ذوات الصوف والمعز  
ما كان ذوات الشعر“ لیکن اس کا جواب ہم پہلے  
ہی دے چکے ہیں کہ یہ تعریف بالاعلم ہے ، بکری اور  
بیل سے ، نہ کہ ممتاز کرنے کے لئے ہے ، بھڑ سے  
ممتاز کرنے کے لئے نہیں ( جب اس کی ضرورت ہوئی تو یہ تعریف کیا ”مالہ الیہ“ جس کی چکتی ہو ، تاکہ بھڑ  
نکل جائے )

الصوف ، والمعز بما كان ذوات الشعر ،  
كما فعل بعضهم فتفسير كل واحد منهما  
تفسير بالاعم ، كما يشعربه من ، لا المساوي  
وغرضهم من هذا التفسير تمييز كل واحد  
من الآخر ، الا ترى ان البقر والجواموس  
من ذوات الشعر ، فلو كانت تعريف  
بالمساوي بطل الطرد ،  
فهكذا تعريف الضان ۔

ہماری اس بات پر قرینہ یہ ہے کہ تعریف میں لفظ من استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی بعض ہوتے  
ہیں ، تو تعریف کی عبارت کا ترجمہ ہوا ضان اون والے جانوروں میں سے بعض ہے ، اور دوسرا قرینہ  
یہ ہے کہ بکری کی تعریف میں یہی کہا گیا ہے ”ما كان ذوات الشعر“ جو بالوں والی ہو ۔ تو اگر اس عبارت کا یہ  
مطلب نہ لیا جائے کہ بکری بال والے جانوروں میں سے بعض ہے تو بیل بھینس وغیرہ بھی بکری میں شامل  
ہو جائیں گے ، پس اس مجبوری سے جب بکری والی تعریف کو بالاعلم قرار دیا تو ضان والی تعریف کو بھی تعریف بالاعلم  
قرار دیں ( کیونکہ دونوں جملے ساتھ ساتھ ہیں تو دونوں کا حکم یکساں ہونا چاہئے ۔

حوالے | اب ہم کتابوں سے حوالے پیش کرتے ہیں جس  
سے حق واضح اور روشن ہو جائے گا :

(۱) ضان کا جذعہ قربانی میں جائز ہے یعنی شش ماہہ  
بچہ ، اور ضان چکتی والے جانور کو کہتے ہیں ۔ شنی اور اس  
سے بڑی عمر والے جانور تینوں اقسام کے جائز ہیں  
یعنی شاة میں دنبہ ہو یا بکری اور گائے میں گائے  
ہو یا بھینس اور اونٹ ( شرح وقایہ من عینی )

(۲) مصنف کے مذکورہ بالا قول میں ان جانوروں  
کی طرف اشارہ ہے جن کے علاوہ قربانی جائز نہیں

الآن نكتب عبارات الكتب الموجودة فانظر  
فيها حق النظر حق يتبين  
لك الحق ، والحق احق بان يتبع (مر) وصح  
الجذع من الضان (ش) الجذع شاة  
لها ستة اشهر ، والضان بما  
تكون له الیة (مر) والثني فصاعدا من  
الثلة (ش) ای من الشاة اعلم من  
ان يكون ضانا او معزا  
ومن البقر ، و من



الابل، شرح وقایہ من عینی،  
 قوله وصح الجذع الى قوله  
 من الثلاثة اشارة الى بيان  
 الانواع التي لا تجوز الاضحية اكلها  
 وتصريح بينها التي لا تجوز فيما دونها  
 چلی علی شرح الوقایہ، من عینی،  
 وصح الجذع ذوسنة اشهر من  
 الضان ان كانت بحيث لو خلط  
 بالشنایا لا يمكن التمييز من بعد، وصح  
 الشئ فصاعدا من الثلاثة والثني  
 هو ابن خمس من الابل وحولین من  
 البقر والجاموس، وحول من الشاة اور مختار  
 من عینی، قوله من الضان هو ماله الیہ، منج  
 قید به لانه لا يجوز الجذع من المعز وغیرہ  
 بلا خلاف، كما فی المبسوط قهستانی، والجذع  
 من البقر ابن سنة، ومن الابل ابن اربع،  
 بدائع، قوله من الثلاثة، ای الآتیة وهي  
 الابل، والبقر، بنوعیه، والشاة بنوعیه  
 رد المحتار من عینی، ومن سنن الاسلام  
 التضحية بالانعام التضحية ذبح الاضحية  
 والانعام بالفتح جمع نَعَم بفتح حین

اور ایسی غروں کا بیان ہے جن کے علاوہ قربانی جائز  
 نہیں۔ (حاشیہ شرح وقایہ چلی من عینی)  
 (۳) ضان کا اتنا بڑا بچہ جو چھ ماہ کا ہو لیکن دور سے  
 دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو (در مختار عینی)  
 ضان جس کے چمکتی ہو، یہ چمکتی کی قید اس لئے  
 لگائی کہ بکری، گائے اور اونٹ کے جذع کا استثناء  
 مقصود تھا، بکری کا جذع چھ ماہ کا ہوتا ہے اور گائے  
 کا سال بھر کا اور اونٹ کا چار سال کا، اور  
 "من الثلاثة" کا لفظ جس کا ذکر آگے آ رہا ہے  
 یہ اونٹ اور بقر ان دونوں نوعوں کے ساتھ، اور  
 اسی طرح اپنی دونوں قسموں کے ساتھ۔ (رد المحتار  
 من عینی)

(۴) اور انعام کی قربانی مسنون ہے، انعام چوپایہ  
 کو کہتے ہیں۔ اضحیہ کے معنی قربانی ہیں، مطلب یہ کہ  
 ضان کا چھ ماہ بچہ یا سات ماہ بچہ کی قربانی مسنون  
 ہے، اور یک سالہ بچہ کی بھی، لیکن اس کے لئے کوئی  
 پابندی نہیں ہے، ضان ہو کہ معز، اور اونٹ اور  
 بقر کا شئی بھی قربانی کے لئے جائز ہے، اونٹ کا شئی  
 پانچ سالہ اور بقر کا دو سالہ اور شاة کا ایک سالہ  
 اور جذعہ کے لئے ضان کی قید اس لئے لگائی کہ  
 بکری چھ ماہ بچہ جائز نہیں، اور ضان چمکتی واسلے جانور کو

مطبع یوسفی لکھنؤ ۹۳/۴

نولکشور کانپور ۵۴/۴

مطبع مجتہبی دہلی ۲۳۲/۲ و ۲۳۳

دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۴/۵

لہ شرح الوقایہ کتاب الاضحية

لہ ذخیرۃ العقبی حاشیہ شرح الوقایہ

لہ در مختار

لہ رد المحتار



میں بڑکتے ہیں، اور خان کو میٹھ اور جاموس گاو میٹھ  
کا معرب ہے، یہ گائے کی ہی ایک قسم ہے،  
اور ان سب کاشنی جائز ہے (اشعۃ اللمعات)

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تذبحوا الا مسنة بضم میم  
وکسر سین ونون مشددة، فرمود ذبح نہ کنید مگر مسنة،  
الا ان یعسر علیک فقد یجوز اجذعة من الضان، مگر  
آنکہ دشوار شود بہم رسانیدن مسنة بر شما، پس ذبح کنید  
جذعة را از میٹھ، جذع الفج جیم و ذال روداد مسند شرح میں  
حدیث تفصیلہ دارد از موافقی مذہب حنفی بیان کنیم، و در  
شرح موافقی مذہب اربعہ ذکر کردہ شدہ است بدانکہ ضخیہ  
جائز نیست، مگر از اہل و بقرو غنم، و روایت کردہ شدہ  
است از آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نہ از اصحاب  
و نہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، جز اصناف ثلثہ از ذبائح و غنم  
و دو صنف معز کہ آزار بزرگویند، و ضان کہ آزار میٹھ خواہند،  
و جاموس بسین مہملہ کہ معرب گاو میٹھ است نہ از بقرت  
و جائز است، از جمیع این اقسام شنی انتھی ما اردنا،  
اشعۃ اللمعات علی مشکوٰۃ۔

سوال | آپ نے اس سے قبل کہا کہ ضان کا ترجمہ  
میٹھ (بھیڑ) اہل لغت کرتے ہیں، اور اہل فقہ یہ  
ترجمہ کرتے تو ہم بھی تسلیم کر لیتے کہ ضان بھیڑ کو شامل ہے  
اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب  
اشعۃ اللمعات تو ائمہ فقہ و حدیث میں سے ہیں، اور  
انہوں نے بھی وہ اہل انت والہ ترجمہ کیا ہے تو آپ کو  
کیا غدر ہے۔

جواب | شیخ محقق کے اس ترجمہ سے جاہلوں کی طرح خوش

فان قبل قلت فیما سبق الحجة علینا تفسیر  
الفقہاء لا تفسیر اهل اللغة، و رأیت  
ان ترجمۃ الشیخ لفظ الضان بمعنی  
وہو من اعظم مقلدی الحنفیۃ و انت  
نقلتہ ایضاً للسند، فلم لا تقول یجوز اضحیۃ  
الحيوات المسئول عنہ بعد،  
قلت لا تفسر بترجمة الشیخ  
مثلاً كما فرح العاصۃ بہا،

وجوز والتضحیة بالحيوان المسئول عنه  
 فضلو واضلوا نعوذ بالله منها ، فان لفظ  
 ميش لغة القرس لا لغتنا ، فاما حقيقة فيما  
 له الية ومجاز في الحيوان المسئول عنه ،  
 لكونه من ذوات الصوف مثل ماله  
 الية ، او بالعكس واما مشترك بينهما ،  
 فعند تفسير الضان به كما فسره الشيخ  
 به لا يجوز ان يراد به معالانه يلزم الجمع  
 بين الحقيقة والمجاز ، ولو بين معني مشترك  
 في اطلاق واحد ، وبطلانها لا يخفى  
 على الكل ، مع انه حينئذ يصير للغنم  
 لو الشاة اصناف ثلثة ، المعز و ماله  
 الية و ماله الية له و يخالف قول الشيخ  
 فيما بعد و غنم دو صنف است ، وقال الشامي  
 والشاة بنوعيه ، وهكذا وان اريد به  
 عموم المجاز ای ما كان من ذوات الصوف  
 فلا يلزم الجمع بالمعنيين الا ان  
 التخالف بينه وبين قول الشيخ وغيره  
 المذكورين باق وهو ظاهر ، وكاف في  
 عدم اسرادتهم ، فاما ان يراد به الحيوان  
 المسئول عنه فقط حقيقة كان او مجازاً ،  
 فيخرج ماله الية من باب التضحیة ، و

ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ شیخ کے اس لفظ میش سے  
 ذنبہ اور بھیڑ دونوں ہی مراد ہوں گے یا ان میں سے  
 کوئی ایک ، اور دونوں مراد ہوں گے تو بطور حقیقت  
 مجاز ، یا اشتراک ، یا علوم مجاز ، تو حقیقت و مجاز ، یا  
 اشتراک کے طور پر دونوں معانی کا ایک ساتھ مراد لینا  
 اصول لسان کے اعتبار سے ناجائز ہے ، اور بطور  
 عموم مجاز دونوں ایک ساتھ مراد لینے پر یہ غرابی لازم  
 آتی ہے کہ قربانی کے کل چھ قسم کے جانور ہو جاتے ہیں  
 حالانکہ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ پانچ ہی ہیں ، اور ایک  
 ہی مراد لیں ، اور وہ بھیڑ ہو تو ذنبہ چھوٹ جاتا ہے  
 جو بال اتفاق قربانی کا جانور ہے ۔

مزید سوال | آپ کی یہ ساری تقریر ضان کے معنی ذنبہ  
 مراد لینے پر بھی جاری ہوتی ہے ، تو یہ مراد لینا بھی  
 ممنوع ہوا ۔

جواب | جب فقہاء نے حکمتی والا کہہ کر اسی جانور کو  
 متعین کر دیا تو اب ہم کو اس بحث میں پڑنے کی  
 ضرورت نہیں کہ وہ معنی مجازی ہیں یا حقیقی یا بطور  
 اشتراک ۔

پس ان نصوص فقہیہ کی روشنی میں ہمارا فیصلہ  
 تو یہی ہے کہ بھیڑ کی قربانی ناجائز ہے ، اگر دوسری  
 کسی کتاب میں اس کے جواز کا حکم ہو بھی تو احتیاط  
 اس سے بچنے میں ہی ہے کہ عدم جواز کے یہ دلائل



يصير النوع الخامس ، من الانواع الخمسة  
 بها الحيوان المسئول عنه ، لانه الية و  
 هو خلاف الاجماع ، او يراد به ماله الية فقط  
 حقيقة كان او مجازا في حرمة الحيوان  
 المسئول عنه من البين كما هو حقه و هو  
 المطلوب ، واجراء هذا التفصيل بعينه في  
 لفظ الضان كما وقع في الحديث والعتوت  
 بان يقال لفظ الضان لفظة لغة العرب  
 لا لغتنا فاما حقيقة فيماله الية و مجاز  
 في الحيوان المسئول عنه الى قولنا و هو  
 المطلوب ، فليل تفسيره بما تكون له الية  
 يمكن ويحصل الفائدة منه ، و هي  
 الاستقرار على المطلوب ، و اما بعد تفسيره  
 بماله الية كما فعل الفحول من العلماء ،  
 فلا فائدة فيه لانه يعلم من هذا  
 التفسير ان مراد الفقهاء بالضان  
 ماله الية سواء كان معنى حقيقيا او مجازيا  
 فما مطلبنا في الاجراء و تطويل المسافة  
 فظننت بل علمت من هذا القول ان  
 التضحية بالحيوان المسئول عنه لا تجوز  
 وقد سمعت تحقيقه بما لا مزيد عليه انفاً  
 فاقول ما انا عليه ، وعليه التعويل هو  
 عدم جواز التضحية به ، فان اصبحت فمن  
 الله تعالى ، وان اخطأت فمني ومن الشيطان ،  
 وان وجد في الكتب الاخر المعتمدة عليها

قاہرہ ہم نے ظاہر کر دئے ۔  
 اور یہ کہنا کہ بزرگوں سے ایسا ہوتا آیا ہے ،  
 یا عیش کے معنی بھیر ہیں ، یہ تار عنکبوت سے  
 زیادہ حقیقت نہیں رکھتے ، یہ فتویٰ صحیح ہو تو  
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے ، اور غلط ہو تو میری اور  
 شیطان کی طرف سے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
 ( نظام الدین مدرس مدرسہ اسلامیہ احمد پور  
 شرقیہ )

الغیر الموجودة عندی جوازها، فتح شرك  
التضحية به اولى لان مقتضى الاحتياط  
هو عدم الجواز على ما علم من اصول  
الفقه، هذا بالنواجذ ولا يلتفت الى قول  
المخالفين القائلين بالجواز، فان اقوى  
دلائلهم وجدنا عليه اسلافنا وتعلم حاله  
وما سوى هذا الدليل من تفسير الضان  
بلفظ ميث واما كان من ذوات الصوف،  
فاوهم من بيت العنكبوت كما مر، هذا ما ظهر  
لى ولعل عند غيرى احسن من هذا - المجيب  
نظام الدين مدرس مدرسة الاسلاميه  
احمد پور شرقية -

## الجواب

اس خدا کی تعریف جس نے ہم کو اکرام کے ساتھ خاص  
فرمایا اور انعام کو ہم پر عام فرمایا، اور حاجیوں  
کے لئے اور ہمارے لئے چار پائے بنائے کہ  
کھائیں بھی اور قربانی بھی کریں۔

یہ آٹھ جوڑے ہیں، ضان کے دو اور معز کے دو،  
تو کیا اون والے منوع ہیں یا بال والے، یا دم  
والوں پر روک ہے یا چمکتی والوں پر، اور اونٹ کے  
دو اور گائے کے بھی دو، تو کیا نجی اونٹوں پر انحصار  
ہے یا اعراب پر، اور بھینس مردود ہے یا گائے  
کی مختلف اصناف لائبی اور نائی، یا کسی عضو یا بال  
کی چھوٹائی بڑائی، فرع کو بدلنے والی اور صحر کو قائم  
کرنی والی ہے تھیں علم ہو تو مجھے بتاؤ۔ اور صلاۃ و سلام ہو

الحمد لله الذى خصنا بالاحكام وعمننا  
بالانعام خلق لنا الانعام، للتقرب بالاطعام، وكثير من  
الحاج، ثمانية ازواج من الضان اثنين، و  
من المعز اثنين، آ الصوف حضر، أم الشعر  
حجر، آبا لأذنا بامر، أمر على (لا ليا قصر،  
ومن الأبل اثنين، ومن البقر اثنين،  
آيا لبخت جد، أمر في العراب حصر، آ الجاموس  
سد، أمر طائف البقر، آ بطول و قصر  
وصغر وكبر في عضو أو شعر، للنوع غير،  
أو بالحصص ضرر، نبشوفي بعلم ان كان  
لكم خبر، والصلاة والسلام على السيد  
الاعز و آله وصحبه كل كريم معز، عدد

تمام معززین کے سردار پر، اُن کی آل پر، اصحاب پر جو  
کریم اور معزز ہیں، بھیڑوں کی اداں اور بکریوں کے  
بال برابر۔

حمد و صلاۃ کے بعد، بلاشبہ بھیڑ بکریوں اور انعام  
میں شمار ہوتی ہے، مسلمانوں کا اس بات پر اجماع  
ہے، اور اس کی قربانی جائز ہے، یہ مسئلہ خود واضح  
اور بیان سے بے نیاز ہے، اس کی قربانی مسلمانوں  
میں شروع ہی سے متواتر ہے، علماء کے تمام  
گروہ اور مختلف جماعتوں نے اس میں کبھی کوئی اختلاف  
اور جدال نہیں کیا، تو بلا امتیاز سبھی کو گمراہ اور گمراہ گر  
کہنا سرکشی اور غم ہے اور امر محبوب سے روگردانی  
جس کا انجام آئندہ معلوم ہوگا۔

اس مسئلہ پر نامہ فرسائی سے چشم پوشی ہی  
بہتر تھی کیونکہ یقیناً تبہاں دلائل کے پر جلتے ہیں  
جو ایسی باتوں کا انکار کرے پھر کس بات کا اقرار  
کرے گا اور کس پر ایمان لائے گا۔ لیکن باطل کو  
بجھانا اور غافل کو بتانا، کمزور اہل اسلام کو گمراہی سے  
روکنا، اور یہ خوش گمانی بھی کہ پھسلنے والا سنبھالے  
سنبھل بھی جاتا ہے، راہ دکھاؤ تو کوئی کوئی دیکھ بھی  
لیتا ہے، اور واقعی عقلمند وہ ہے جو ہر بات پر خواہ مخواہ  
اصرار نہ کرے، اور حقیقت آشکار ہو تو یا وہ کوئی اور  
انکار چھوڑ دے تو پروردگار غفور و رحیم ہے۔

ان سب باتوں نے ہمیں چند تنبیہات پر مجبور کیا  
سبحان اللہ چمکے سورج پر کیا حجاب، میں تمہیں ہدایت  
کرتا ہوں کہ بیکار امیدوں یا طال کے چکر، یا طیش

اصواف الضائف واشعار المعزز، و  
بعد فلا شک ان هذا الحيوان  
من بهيمة الانعام، ومن  
الانعام، ومما تجوز التضحية  
به باجماع اهل الاسلام،  
مسئلة واضحة جلية التبيان، غنية  
عن البيان، لا تتناطح فيها عتران  
وقد توارث التضحية به المسلمون  
وعلماءهم متطافرون طبقة  
فطبقة وجيلاً بعد جيل من دون  
تكير متكر، ولا صراء عقيل فمن  
نسبهم جميعاً الى الضلال والاضلال، فقد  
عنا وعصى، وشق العصا، يولى ما تولى،  
ولسوف يرى، وقد كان الاعراض عن مثل  
هذا امثل واحرى، فان الامر اذا انفتح  
الى انكار الواضحات كان السبيل ترك المتجاوز،  
فانها هي المقاطيع للبحر الشامخات، والبراهين  
الغرة، فمن يمارى فيها فيما ذايوقن، وبابى حديث  
بعد هاتين، ولكن وجوب اخذ الباطل وارشاد  
الغافل، والرفق بضعفاء المسلمين، كيلا يقعوا  
في ضلال مبين، وتحسين الظن بالمسلم العاقل  
فانه ربما عثر، فاذا ذكر تذكرة واذا بصراً بصراً،  
وانما العاقل من اقر وما اصتر، فاذا علم الخبر  
هجر الهجر وانكروا المنكر، وربك غفار لمن استغفر  
كل ذلك يدعون ان نأتى في الباب بعد تنبيهاً

کے خوران میں پھنس کر پوری بات دیکھنے سے بغیر جلد بازی نہ کر بیٹھنا، میں تمہیں ادنیٰ سے اعلیٰ تک آہستہ آہستہ لے چل کر سورج کے پاس کھڑا کر دوں گا جہاں تاریکیاں کا فر ہیں، کیونکہ جہاں وہم پیدا ہوتا ہے اس کا ازالہ بھی ہوتا ہے اور رات کے بھیانک خواب سے صبح کو چھٹکارا بھی مل جاتا ہے۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ توضیح تو پوشیدہ امور کی ہوتی ہے، اور بدہیات کی تفہیم مشکل ہے، میں نے حق کی طرف رہنمائی میں کوتاہی نہیں کی۔

تنبیہ اول اس بات کے بیان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کہ صرف انعام ہی قربانی کے جالوں میں گئے انعام سوا ان کے جن کی ممانعت تم پر پڑھی جاتی ہے تو دور ہو بتوں کی گندگی سے، اور کچھ جھوٹی بات سے ایک اللہ کے ہو کر، پھر اس کا ساتھ کسی کو نہ کرو، اور جو اللہ کا شریک کرے کہ وہ گویا اگر آسمان سے کہ پرندے اسے اچھک لے جاتے ہیں، یا ہوا اسے کسی دوسری

تقرر الصواب وتمیط الحجاب، ویاسبحن اللہ هل من حجاب، علی وجه شمس تجلت من سحاب هذا اویاک ثم ایاک ان یلهیک اکامل اویطغیک الملل، اویستخفک الطیش، فیاخذک العجز، قبل ان تجمع الکلمات الاخری الاول، فانی ارید ان اسد رجک من الرقیم الی الرقیم، ومن ذی سم الی اشم، حتی اوقفک علی شمس تنضأ لا دونها الظلم، فعسی ان یعتزیک وهم ویایتیک ما یریح، اوتسی فی حلم، ومتصبح فیما یریح، علی انی قد علمت ان السبیل وعر الی الصباح الجلیات، وانما المجادۃ المسلموۃ اظہار الحجیات لکنی امتزل لک الی وهداة وقعت، ولا ألوان ارفعک الی الحق ما استطعت فاقول وتوفیق بالقرب المجید، علیہ توکلت والیہ اُنیب۔ الاول قال ربنا عز من قائل اُحلت لکم الانعام، الا قوله عز وجل ثم محلتها الی البیت وقال سبحانه وتعالیٰ ولکل امۃ جعلنا منسکاً لیکذکروا اسم اللہ تعالیٰ علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام فقد افاد جل جلالہ ان الانعام کلہا محل المنسک، وانہا التی یتقرب بنحرہا وذبحہا الی ربنا وربہا دون سائر البہائم والحووانات، قال



الامام محی السنۃ البغوی، فی معالم التنزیل  
 "لَیْذِکْرُ وَالْاَسْمُ اللّٰهُ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِیمَةِ  
 الْاَنْعَامِ"، عند نحرھا وذبحھا، وسمھا  
 بَهِیمَةَ الْاَنْعَامِ، لانھا لا تتکلم، وقال  
 بَهِیمَةَ الْاَنْعَامِ قَیْدٌ بِالنَّعْمِ لَانِ مِنَ الْبَهِائِثِ  
 مَا لَیْسَ مِنَ الْاَنْعَامِ، کَالْخَیْلِ وَالْبِغَالِ  
 وَالْحَمِیْرِ، لَا یَجُوزُ ذَبْحُهَا فِی الْقَرَابِیْنِ اَوْ  
 لَا اِیَّیْهِمَا، لِیَرْتَابَ فِیْ اَنْ حَیْوَ اَنَا هَذَا  
 مِنْ بَهِیمَةِ الْاَنْعَامِ، فَانْهَ اَهْلٰی ذَاتِ قَوَائِمٍ  
 اَرْبَعٌ وَظَلْفٌ، قَالَ فِی الْمَصْبَاحِ الْمَنِیرِ لُغَةً  
 الْفَقْهَ، الْاَنْعَامُ ذَاتُ الْخَفِّ، وَالظَّلْفُ،  
 وَهِيَ الْاِبِلُ، وَالْبَقَرُ، وَالْغَنَمُ اَوْ فَاَنْ کُنْتَ  
 فِی مَرِیْبٍ مِنْ هَذَا فَاَنْبِثْنَا مِمَّا ذَا تَرَاهُ، اَمِنْ  
 الْوَحْشِ اَمِنْ السَّبَاعِ، اَمِنْ الطَّیْرِ،  
 اَمِنْ الْهَوَامِّ، اَمِنْ ذَوَاتِ الْحَوَافِرِ، اَمِنْ  
 نَوْعٍ اَوْ مَقْطُوعِ الدَّابَرِ، مَا بِهِ عِلْمٌ وَلَا عَنَهُ  
 مَخْبَرٌ۔

جگہ پھینکتی ہے، بات یہ ہے، اور جو اللہ کے نشانوں  
 کی تعلیم کرے، تو یہ دونوں کی پرہیزگاری سے ہے  
 تمہارے لئے انعام میں فائدے ہیں ایک مقررہ  
 میعاد تک، پھر ان کا پہنچنا ہے اس آزاد گھر تک۔  
 اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی  
 کہ اللہ کا نام لیں اس کے دئے ہوئے بے زبان  
 چوپایوں پر، تو تمہارا معبود ایک معبود ہے، تو اسی  
 کے حضور گردن رکھو۔ (سورہ حج، پ، ۱)

ان آیات کا مفاد یہ ہے کہ جانوروں میں صرف  
 انعام ہی قربانی اور ہدایا کے لئے مخصوص ہیں۔ حضرت  
 امام بغوی نے اس مضمون پر تفسیر معالم میں دوسری  
 آیت کے تحت تصریح فرمائی، یعنی ان جانوروں کے  
 ذبح اور ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہو ان  
 جانوروں کو انعام کہنے کی وجہ اُن کا نہ بولنا ہے  
 انعام کی قید اس لئے لگائی کہ کچھ بہائم ایسے ہیں  
 کہ قربانیوں میں ذبح نہیں کئے جاتے، جیسے  
 گھوڑا، خچر، گدھا — اتنا ثابت ہو جانے کے  
 بعد اس کی ضرورت تو نہ تھی کہ ہم بھیڑ کا انعام ہونا بھی ثابت کریں، اور یہ کہ یہ اہلی ہے وحشی نہیں ہے، دو گھر  
 والا چوپایہ ہے، مگر ہم شہادتیں فراہم کر رہے ہیں،

انعام گھر دار جانور اور شفع والے، یہ اہل، بقر، غنم ہیں (مصباح المنیر)

اگر اس کے بعد بھی شبہ ہو تو بتاؤ، کیا یہ وحشی ہے یا درندہ ہے، کہ پرندہ ہے یا حشرات الارض  
 میں سے ہے، اُنم والوں میں سے یا کوئی ایسی قسم جس کی نسل ختم ہو گئی ہے۔

الثانی قال جل ذكره ومن الانعام حمولة و  
فرشاً، قال الشاہ عبدالقادر الدہلوی  
رحمہ اللہ تعالیٰ فی ترجمۃ الکریمۃ پیدا کئے  
مواشی میں لدنے والے اور دبے، وقال فی  
فوائدہا لدنے والے اونٹ اور بیل اور دبے  
بکری اور بھیڑ۔

الثالث اجمع المسلمون واعترف الرجل  
ان الغنم من الاضاحی، وقد علم من یفرق  
بین البہم والبیہم، ان هذا من الغنم  
قال اللہ عزوجل ومن البقر والغنم حرماً  
علیہم شحومہما، قال الفاضل رفیع الدین  
الدہلوی فی ترجمتہ اور گائے سے اور بھیڑ  
بکری سے حرام کہیں ہم نے اوپر ان کے چربیاں  
ان کی۔

الرابع انما المرجع فی امثال الامور الی  
علماء اللسان، وکما علم کل من یعلم اللسان  
الثلاث الحیوان الذی یسمی  
بالہندیۃ بکری و ذکرہ بکرا،

تنبیہ دوم اس بات کے ثبوت میں ارشاد الہی ہے  
کہ بکری انعام میں سے ہے | من الانعام  
حمولة و فرشاً۔ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے  
ترجمہ میں فرمایا، پیدا کئے مواشی میں لدنے والے اور  
دبے۔ اور فوائد میں فرمایا، لدنے والے اونٹ  
اور بیل، اور دبے والے بھیڑ اور بکری۔

تنبیہ سوم بھیڑ کے قربانی کے | مفتی سابق نے اعتراف  
جانور ہونے پر اجماع ہے کیا، اور تمام مسلمانوں  
کا اجماع ہے کہ غنم قربانی کے جانوروں میں سے  
ہے، اور چوپایوں کے درمیان فرق جاننے والے  
یہ خوب جانتے ہیں کہ بھیڑ غنم میں شامل ہے،  
قرآن عظیم کی آیت "ومن البقر والغنم حرماً  
علیہم شحومہما" کا ترجمہ فاضل رفیع الدین  
دہلوی فرماتے ہیں: اور گائے سے اور بھیڑ بکری  
حرام کہیں ہم نے اوپر ان کے چربیاں ان کی۔

ایضاً تنبیہ چہارم | اس بات کا فیصلہ کہ بھیڑ غنم میں داخل  
ہے یا نہیں، وہی حضرات علماء کر سکتے ہیں جن کو  
تینوں زبانوں میں مہارت ہو تو ان زبانوں کا عالم یہ  
خوب جانتا ہے کہ جس جانور کو ہندی میں بکری اور

۱۔ القرآن الکریم ۱۴۲/۶

۲۔ موضع القرآن تحت آیہ ۱۴۲/۶

۳۔

۴۔ القرآن الکریم ۱۴۶/۶

۵۔ ترجمۃ القرآن رفیع الدین تحت آیہ ۱۴۶/۶

مطبع مصطفائی انڈیا ص ۱۴۶

ممتاز کمپنی لاہور ص ۶۳-۶۴

هو الذی یسمى بالفارسیة بز، وفي الاطلاق  
 الاعم گوسپند، وبالعربیة معزا، وفي  
 الاعم غنما وشاة، وذكره تيسا و معزا،  
 وانشاء عنزا، و معزة، كذلك علموا  
 ان الحيوان الذی یسمى بالهنديّة بهيڑ  
 وذكره ميںڈھا، وعند قوم و انشاء  
 بهيڑ و لقوم بهيڑی هو الذی یسمى  
 بالفارسیة میش، و بالاطلاقین الاخص  
 والاعم گوسفند، وذكره المناطخ قسوج،  
 و بالعربیة ضانا، و بالاطلاقین شاة،  
 و غنما، وذكره كبش و ضانا و انشاء نعجة  
 و ضائنة، قال الله عز وجل ثنية ازواج  
 من الضان اثنين ومن المعز اثنين، قال  
 في موضع القرآن پیدا کئے آٹھ نر و مادہ بھیر میں  
 سے دو، اور بکری میں سے دو، وفي ترجمة  
 الرفیعة آٹھ جوڑے، بھیر میں سے دو، اور  
 بکری میں سے دو۔ وقال الشاه ولی الله الدہلوی  
 فی ترجمتها آفرید ہشت قسم را از گوسفند دو قسم  
 و از بز دو قسم، وقال الفاضل یوسف چلبی  
 فی ذخیرة العقبی حاشیة شرح الوقایة،

اس کے نر کو بکر اکتے ہیں، فارسی میں اسی کو بز اور  
 عام بول چال میں گوسپند اور عربی میں معز، اور  
 عام بول چال میں غنم و شاة اکتے ہیں، اس کے مذکر کو  
 ”قیس“ اور ما عزر اکتے ہیں اور مؤنث کو عزر اور ما عزرہ  
 اکتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی معروف بات ہے کہ ہند کا  
 میں جس جانور کو بھیڑ جس کا مذکر میںڈھا اور بعض کی  
 زبان میں بھیڑ اکتے ہیں اسی کی مؤنث کو بعض لوگ بھیڑ  
 اور بعض بھیڑی اکتے ہیں، اسی کو فارسی میں میش اور  
 عام بول چال میں گوسفند اس کا مذکر مناطح قسوج کہلاتا ہے  
 یہی عربی میں ضان اور دونوں اطلاقوں میں شاة و  
 غنم کہلاتا ہے، اس کا مذکر ضان و كبش اور مؤنث کو نعجہ  
 کہا جاتا ہے۔

ثانية ازواج من الضان اثنين پیدا کئے آٹھ  
 نر و مادہ بھیرے اور بکری سے دو۔ (از موضع القرآن)  
 آٹھ جوڑے بھیروں میں سے دو، بکری میں سے  
 دو۔ (شاه رفیع الدین)

آفرید ہشت قسم از گوسفند دو قسم، و از بز دو قسم۔  
 (شاه ولی اللہ)

ضان، ضائن کی جمع نامعز کے خلاف، اور یہ غنم کی ہی  
 دونوں ہیں، پہلے کو فارسی میں میش اور ثانی کو بز

۱۔ القرآن الحکیم ۶/۱۴۳

۲۔ موضع القرآن

تحت آية ۶/۱۴۳

۳۔ ترجمہ القرآن لرفیع الدین

تحت آية ۶/۱۴۳

۴۔ ترجمہ القرآن (فارسی) لولی اللہ الدہلوی

” ” ”

مطبع مصطفائی انڈیا ص ۱۴۶

متنازکینی لاہور ص ۱۶۲

مطبع ہاشمی دہلی ص ۲۹-۱۴۸



کھتے ہیں، اور غنم کے ہی ہم معنی لفظ شاة ہے جس کا اطلاق دونوں نوعوں پر ہوتا ہے اور اسی معنی میں فارسی لفظ گوسفند بولا جاتا ہے، اسماء اور صحاح میں ایسا ہی ہے (مختصراً) (ذخیرۃ العقبیٰ اعلیٰ)

بھیڑا فارسی میں میش نر، اور عربی میں ضان ہے (نفاس)

بھیڑ ہندی میں غنم ہے، اور غنم ضان ہے، اور ضان فارسی میں میش ہے (تحفۃ المؤمنین)

ضان میش، ضان میش نر۔ (مختب رشیدی)

ضان میش نر، خلاف ماعز، اور اس کی جمع ضان خلاف معز۔ (صراح)

ان سب شہادتوں میں ضان اور میش ایک ہی چیز قرار دی گئی ہے، اور اسی کو ہندی بھیڑ بتایا گیا ہے، اگر اس کے بعد بھی شبہ ہو کہ یہ دونوں ایک نوع نہیں ہیں، تو بھیروں کا ایک گلہ لے کر عرب اور فارس کے شہروں اور دیہاتوں میں پھر کر جنگلوں اور پہاڑوں، آبادیوں اور ویرانوں میں گھوم گھوم کر ہر ایک

ضاناجمع ضائن خلاف الماعز، وھما نوعان من جنس الغنم، يقال للاول بالفارسی میش، وللثانی بُز، والشاة اسم جنس یشملہما کالغنم ویقال لہما بالفارسی گوسفند، کذا فی الصحاح، والاسماء اھ باختصار، وقد ترجم فی النفاس بھيْڑا بالفارسیة بمیش نر، وبالعربیة بکبش وضان، وقال فی تحفة المؤمنین بھيْڑا ہندی غنم است، ثم قال غنم ضان است، ثم قال ضان بفارسی میش نامند، وفي المنتخب الرشیدی ضان میش ضائن میش نر، وفي الصراح ضائن میش نر، خلاف ماعز، والجمع ضان، خلاف معز اھ، فان كان فی مریة بعد، فلیقم ولیعد، فلیذهب بقطیع منہ الی العرب، والفرس، ولیدرفیہا بلاد اقری وجبالا ومفاوز، ولیسأل کل اهل ناد من حاضر، وباد، ورجل، وامرأة

۱۲۶/۱	نوٹکشور کانپور	کتاب الزکوۃ باب زکوۃ الاموال	۱۱ ذخیرۃ العقبیٰ
			۱۲ النفاس
۱۶۹ ص	نوٹکشور کانپور	البار مع الہار	۱۳ تحفۃ المؤمنین مع مخزن الادویۃ
۳۲۵ ص	"	الغین مع المیم	۱۴ " " " " " "
۳۹۷ ص	"	الصاد مع الالف	۱۵ " " " " " "
۲۸۲ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الضاد مع النون	۱۶ منتخب اللغات مع غیاث اللغات
۳۱۸ ص	نوٹکشور لکھنؤ	باب النون فصل الضاد	۱۷ الصراح فی لغۃ الصحاح



شہری و دیہاتی، عالم و جاہل سے سوال کرو، تو سارے عرب یہ کہیں یہ ضامن ہے، غنم ہے، شاة ہے، کبش ہے، نعجة ہے، اور فارسی کہیں یہ میش ہے، گو سپند ہے، تو حق بات تسلیم کرو، اور اگر عرب اس کو گور یا، کٹکھنا کٹا یا با تھی، یا اہل فارس اس کو گور خر یا چیتا یا اُتو کہیں تو تم معذور ہو گے۔

تنبیہ پنجم تا سید مزید | لمبی اور دراز سونڈ والے ہاتھی کو کوئی فیل نہ مانے تو اس کے علاوہ کیا سبیل ہے کہ اہل عرب سے یہ کہلا دیا جائے کہ ہمارے یہاں سب لوگ اسے فیل ہی کہتے ہیں، جیسے اگر کوئی بمبئی کا انکار کرے، تو اس کی سبیل بھی یہی ہے کہ اسے بمبئی شہر دکھا کر لوگوں سے کہلا دیا جائے کہ سب لوگ اسی کو بمبئی کہتے ہیں۔

تنبیہ ششم بھینس کو گائے | یہ کہنا کہ بھینس کو گائے کے ساتھ لاحق نہیں کیا گیا کے ساتھ از روئے قیاس لاحق کیا گیا، غلط ہے، کیونکہ یہ مسئلہ

وحد و امة، و عالم و جاہل، و سائر و قافل، فان اخبره العرب جميعا ان هذا ضامن، غنم، شاة، کبش، نعجة، و قالت الفرس اين ست میش، و گو سپند، نرو ماوه، فليصدق بالحق، وان اعربت العرب ان هذا اعصفور، او كلب، عقور او فيل، ما سور، و تفرست الفرس، فها لت خورگور، او چرخ پرزور او چغد شبکور، فهو معذور۔

الخامس ارأيت ان انكر منكر، ان هذا المهييب الثقيل، ذا الخرطوم الطويل، الذي يقال له بالهند هاتھی دگم، ليس هو الذي يقال له بالعربية فيل، و بالفارسية پيل، فهل عندك عليه من حجة و دليل، الا الرجوع الى اهل اللسن، و ابانة ان اطبا قهم على امثال ذلك من باب التواتر المورث لليقين، كما ان من جحد و ضح يميني او كاكته، مثلاً لهذا البلد المعلوم، فلا دواء له الا الانباء بان الناس مطبقون على ان هذا البلد بهذا المسمى و به موسوم، فان عاند و عاد و عاود الداد، فما له من طب الا لاقتصاد۔

السادس من الظن نزع الحاق الجواش بالبقر، و انما عرفت الاضحية على خلاف القياس لكونها تقرباً بآرافة دم،

وازهاق روح، فكيف يسوغ اللاحاق فيها، ولو  
 ساغ لكانت المعها والوعول والظبا احق ان  
 تلحق بالبقرو المعز، قال العلامة الاتقاني  
 في غاية البيان التضحية امر مستفاد بالشرع  
 بخلاف القياس، لان كون اراقة الدم  
 قرابة غير معقول المعنى فاقصر على مورد  
 الشرع، ولهذا لم تجز التضحية بشئ من  
 الوحش، وقال العيني في رمزا للحقائق  
 انها عرفت بالنص على خلاف القياس، فيقتصر  
 عليها، وقال العلامة الطوري في تكملة  
 البحر الرائق جوازها عرف بالشرع في  
 البقر الاهلي دون الوحش والقياس  
 ممنوع، ومثل ذلك في كثير من الكتب، و  
 انما لسان انهم علموا انها من نوع البقر  
 فتناولوها النص تناولا اوليا من دون حاجة  
 الى الحاق، بهذا اعلل كما نص عليه في  
 الهداية والخاتمة توالدرو شرح النقاية  
 للبرجندی، وفي جامع الرموز عن جامع  
 المضمرات، ومجموع الانهر عن المحيط،  
 وفتح الله المعين عن التبيلين، والبحر الرائق  
 عن الوالوجية، والهندية عن البدائع،

قیاسی ہے ہی نہیں، اگر قیاس پر مدار ہوتا تو سفیر  
 نیل گائے کو گائے کے ساتھ، اور پہاڑی بکرے اور  
 ہرن کو بکری کے ساتھ لاحق کرنا بدرجہ اولیٰ بہتر ہوتا  
 لیکن ایسا جائز نہیں۔

علامہ اتقانی نے غایۃ البیان میں فرمایا،

”قربانی کا مسئلہ بالکل غیر قیاسی ہے کیونکہ خون بہانا  
 کارِ ثواب ہو، یہ بات غیر معقول ہے، اس لئے  
 جن جانوروں کو شرع نے جائز قرار دے دیا ان کے  
 علاوہ مثلاً وحشی جانوروں کی قربانی شرعاً جائز نہیں۔  
 علامہ عینی نے رمز الحقائق میں تحریر فرمایا، قربانی  
 حکم الہی سے خلاف قیاس ثابت، ہوتی ہے، تو اسی  
 پر اقصا کر کیا جائے گا۔“

علامہ طورسی کلمہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں  
 تصریح فرماتے ہیں، ”قربانی کا جواز شرع مطہر میں  
 انھیں جانوروں میں ثابت ہے جو اہلی ہوں، وحشی  
 میں نہیں، اور یہاں قیاس کو باریابی کی اجازت  
 نہیں۔“

توحیقت حال یہ نہیں ہوتی کہ اکمل کو کامل  
 کے ساتھ لاحق کیا گیا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علماء  
 کے نزدیک بھینس کا گائے کی ہی نوع میں ہونا  
 ثابت ہوا، تو انھوں نے کہا کہ قرآن کا لفظ بقر

لے غایۃ البیان

کلمہ رمز الحقائق فی شرح کنز الدقائق کتاب الاضحية  
 کلمہ تکرار من البحر الرائق  
 مکتبہ نوریہ رضویہ سکس  
 ایچ ایم سعید کمپنی کراچی  
 ۲۰۵/۶  
 ۱۰۰/۸

ورد المحتار عنہا، وعن المغرب،  
وان اقتربت جلیت لك فقولها  
فافی لم اشرفی هذه الرسالة  
شیئا الا من الكتب التي منحني  
سرفی ففی عندی فی ملكی  
ویدی، حتی انهم اخذوا  
على لفظه توهم التغایر بينهما  
كقول الكثر الجاموس كالبقر  
كما فی التبیین والبحر والنهر  
والشربلالية، ومجمع الانهر  
والبحر السعود وغيرها مع  
انه انما هو كقوله ایضا  
البخت كالعراب بیدات اول  
المسئلة كانت هناك بلفظ الابل  
فلم یوهم التشبیه، وههنا  
بلفظ البقر فادهم، ثم لما ذا  
استكثر من هذا الفصل وانت  
الناقل عن المحتار قوله  
البقر بنوعیه اه وعن مفاتیح  
الجنان ان الجاموس داخل  
فی البقر اه وعن الاشعة جاموس

بھینس کو شامل ہے، اس لئے مسئلہ ہذا کے الحاق  
والے قاعدہ کے سہارے کی بالکل ضرورت نہیں۔  
یہ امور ہدایہ، خانیہ، رمز الحقائق، تکرار طوری،  
مستخلص الحقائق، شرح ملاسکین، طحاوی  
عل الدر، شرح نغایہ برجندی، جامع الرموز،  
جامع المضمرات، مجمع الانهر عن المحيط، فتح اللہ  
لمعین عن التبیین، بحر الرائق، ولوالجیہ، ہندیہ  
عن البدائع، رد المحتار عن البدائع وعن مغرب  
منصوص ہیں، ضرورت پر ساری کتابیں پیش  
کی جاسکتی ہیں، الحمد للہ ساری کتابیں میری ذاتی ہیں۔  
ہاں ان حضرات نے ایک لفظ ایسا ضرور کہا ہے  
جس سے یہ شبہ ہو گا کہ گائے اور بھینس میں تغایر  
ہے، اور وہ کثر، تبیین، بحر، نهر، شربلالية،  
مجمع الانهر ابی سعود وغیرہ میں ذکر کیا ہوا لفظ الجاموس  
کا بقر ہے، لیکن اس سے صراحت کھانا غلط ہے  
کیونکہ یہ ایسے ہی ہے جیسے علماء اونٹ کے سلسلہ  
میں فرماتے ہیں البخت کالاعراب، بیان مسئلہ  
میں اونٹ مقسم کی طرح پیش کیا گیا ہے، اس کے  
باوجود جب بخت و اعراب دونوں نہ ہوئے تو  
صرف کاف تشبیہ کی وجہ سے بقر و جاموس دونوں  
کیسے ہوں گے، اور خاص کر عجیب صاحب کو

۴/۶	المطبعة الكبرى الاميرية بولاق مصر	کتاب الاضحية	۱ تبیین الحقائق
۱۴۶/۸	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	~	۲ تکرار طوری
۲۰۴/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	~	۳ رد المحتار
۲۱۸	مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ	فصل فی سنن الاضحية	۴ مفاتیح الجنان شرح مشرقة الاسلام



نوع از برتر است فضائی اراک نقل العبارات  
وتنبؤ عنها کانت لم تسمعها ، کلاً  
بل تسمع وتفهم ثم تحیل ، اما  
سمعناک نقول انهم یدخلون الجاموس  
فی البقر ، ویقولون انه نوع  
منه ، ثم عدت تعد الانواع  
خمسة ، وتجعل النوع یقابل  
جنسه ، وبالجملة قد تبین  
بطلان تخمین الانواع ، وعد  
الجاموس نوعاً براسه ثم لا یخفى  
على کل ذی حجبی ما لم یکن  
اغلظ طبعاً من الجوامیس ، ما بین  
البقر والجاموس من البون  
البین صورةً ومعنی ، یبائن الوضع  
الوضع ، والطبع الطبع ، واللحم  
اللحم ، واللبن اللبن ، والطعم الطعم ،  
والحمل الحمل ، والمزاج المزاج ، والأثار  
الأثار ، والأفعال الأفعال ، والخواص الخواص  
حتى حکم القیاس انهما نوعان متباينان ، وان  
الجوامیس لا تجوز التصحیح بهما ، وانما الاجزاء  
حکم الاستحسان ، قال فی الخلاصة ثم الاتعانی  
فی شرح الهدایة والحبلی فی تکملة لسان  
الحکام الجاموس یجوز فی الضحایا

قریب شبہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ، کیونکہ انہوں نے  
خود ہی رد المحارک کی عبارت "البقر بنوعیہ" اور  
مفاتیح الجنان کا حوالہ ان الجاموس داخل فی  
البقر " (بھینس گائے میں شامل ہے) اور  
اشعة اللغات سے "جاموس نوع از بقرہ"  
(بھینس گائے کی ایک قسم ہے) نقل کیا ہے  
حیرت ہوتی ہے کہ اس کے باوجود کس طرح  
مجیب نے قربانی کے جائز کی پانچ قسمیں کیں ، اور  
بھینس کو الگ ایک نوع قرار دیا ، پس واضح ہوا  
کہ پانچ نوع قرار دینا غلط ، اور بھڑک چھٹی قرار  
دے کر اس سے انکار کرنا غلط در غلط ہے ۔

ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ گائے اور  
بھینس میں صورت اور معنی بناوٹ ، طبیعت ،  
گوشت اور دودھ ، مزے اور اعمال و آثار میں  
تباہین ظاہری ہے جس کے پیش نظر عقل کا فیصلہ  
یہی ہے کہ ان دونوں میں تباہین نوعی ہے ، اور  
بھینس کی قربانی نہ ہونا چاہیے مگر جائز ہے ، تو  
یہ ایک خلاف قیاس حکم ہے ۔

خلاصہ اتفاق حبلی میں : "بھینس کی قربانی  
استحساناً جائز ہے"۔

فاضل عبدالحی لکھنوی کی شرح مختصر وقایہ میں



واللهدایا مستحسناً آھد فی شرح مختصر الوقایة  
 للمفاضل عبد العلی الجاموس کالبقرة لانه  
 نوع منها، فی الروضة هذا استحسان و  
 القیاس انه لا یجوز آھد، وتغایرهما فی العرف  
 ظاہر، ولذا الوحلف لا یاکل لحم  
 البقر لم یحنت باکل لحم الجاموس  
 حکما فی نزکوة الهدایة، ولا بعکسه،  
 حکما فی ایمان الخانیة، وما ذایعنی  
 مجرد الوفاق فی عدد الاعضاء مع المخلاف  
 فی جمیع مامر، فان ذلك حاصل  
 فی الخیل والعیر ایضاً مع انهما نوعان  
 متباینان قطعاً عرفاً وشرعاً، بل لك انت  
 تقول لا وفاق فی العدد ایضاً، فان لبقر  
 جلد امتدلیا من مبدأ حلقه الی  
 منحره، ولیس ذلك للجاموس،  
 والشعر یعم بدن البقر ولیس  
 علی جسم الجاموس الا شذر مزر،  
 فاذا استحسنوا مع کل ذلك انت  
 الجوامیس لیست الا من نوع البقر،  
 کانت ضئیل الھند احق بان  
 تعد من نوع اضواء العرب  
 فانهما لا خلف بینھما فی شئ

ہے؟ بھینس گائے کی طرح ہے یہ اسی کی ایک نوع ہے۔  
 روضہ میں ہے: اس کی قربانی استھاناً جائز  
 ہے، قیاس میں تو جائز نہ ہونا چاہئے۔

عرف کے اعتبار سے گائے اور بھینس کا تغایر  
 ظاہر ہے، اسی لئے اگر کوئی قسم کھائے کہ گائے کا  
 گوشت نہیں کھائے گا، تو بھینس کا گوشت  
 کھانے سے حانت نہ ہوگا۔ یہ مسئلہ ہدایہ کتاب الزکوۃ  
 میں ہے، اور خانیہ میں ہے بھینس کی قسم کھائی  
 تو گائے کا گوشت کھانے سے حانت نہ ہوگا۔  
 اور اگر خالی اعضاء کی تعداد میں موافقت کی وجہ  
 سے گائے اور بھینس کے ایک نوع ہونے کا خیال  
 کیا جائے تو گوڑے گدھے میں اس سے زیادہ یکسبت  
 ہے حالانکہ وہ دونوں عرفاً اور شرعاً ہر لحاظ سے  
 دو متباین نوعیں ہیں۔ اور تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ  
 گائے اور بھینس میں اعضاء کی تعداد میں بھی موافقت  
 نہیں ہے، کیونکہ گائے کی گردن میں فاضل کھال  
 لٹکتی ہے، جو بھینس میں نہیں ہوتی، اور گائے کے  
 جسم پر گھنا بال پورے بدن پر اُگ رہتا ہے اور  
 بھینس کے جسم پر چند قلیل بال ہوتے ہیں۔ پس  
 جب ان سارے اختلافات کے باوجود استحسان  
 میں گائے اور بھینس کے ایک جنس ہونے، تو ذہن  
 اور بھیر کے ایک جنس ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے

مما وصفنا، حتى لو ان ضائيت منهما  
متشابهى اللون، والجهة نظرها ناظر من  
قدام لم يكد يميز بينهما كضائيت  
كذلك من ارض واحدة، نعم الالية  
من احدهما عريضة قصيرة ومن  
الآخرى ضئيلة طويلة، ومثل هذا  
الخلف بل اكثر منه كثيرا ما يوجد في  
افراد نوع واحد باختلاف الاراضى واختلاف  
المادة وغير ذلك۔

الاترى الى غلظ شفاة الحبش، وصغر  
عيون الترك، فطس انوف  
الصين، ولبعض من اترالك  
الوحوش على عصصه لحمة  
نراشدة قدر شبر يشبه  
الذنب، والرهنة الناتية بين الشفرين  
لا توجد خلقة في نساء المغرب،  
ومر بما يكون لافسان ستة اصابع،  
وذكر الفقهاء ما اذا كان للمرأة ييدان  
في يد، او رجلان في رجل، او كفان في كف،  
هل يجب غسلهما في الوضوء،  
كما في البحر والنهر، والدار،  
والهندية وغيرها۔ ولقد سأتيت  
لبعض البلاد جمالا جميلة المنظر،  
لطف الجسم، صغار الحجم

کیونکہ ان میں تو مذکورہ بالا اوصاف میں سے کسی  
میں اختلاف نہیں، اگر ایک رنگ کے دنبہ  
اور بھیڑ کو آگے سے دیکھئے تو فیصلہ مشکل ہوگا کہ کون  
بھیڑ ہے اور کون دنبہ ہے، ہاں صرف یہ بات  
ہے کہ دنبہ کی دم چوڑی اور چھوٹی ہوتی ہے اور  
بھیڑ کی دم لمبی اور بالدار ہوتی ہے، لیکن یہ کوئی  
بات نہیں، اس سے بڑے بڑے اختلافات  
ایک نوع کے افراد میں اختلاف آب و ہوا کی وجہ  
سے پائے جاتے ہیں اور ان کا لحاظ کر کے کوئی اختلاف  
نوع کا حکم نہیں لگاتا۔

مثلاً (۱) آدمیوں میں حبشیوں کا ہرنٹ نہایت  
موٹا ہوتا ہے (۲) ترکیوں کی آنکھیں چھوٹی ہوتی  
ہیں (۳) چینیوں کی ناک چھٹی ہوتی ہے (۴) اور  
بعض وحشی ترکیوں کی دم کی ہڈی پر دم ہی کی طرح  
ایک بالشت تک لمبا گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے  
(۵) عام عورتوں کی شرمگاہ میں جو پارہ گوشت  
اُبھرا ہوا ہوتا ہے مراکشی عورتوں میں حلقہ  
نہیں ہوتا (۶) ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ آدمی کے کبھی  
چھ انگلی ہو جاتی ہے، چنانچہ فقہار کا جزیہ ہے اگر  
کسی آدمی کے دو ہاتھ ہوں یا دو دو پاؤں، یا  
ایک ہاتھ میں دو ہتھیلیاں، تو کیا وضو میں دونوں  
کا دھونا واجب ہے؟ یہ مسئلہ بحر، نہر، درر  
اور ہندیہ میں مصرح ہے (۷) میں نے بعض شہروں  
میں اونٹ دیکھے ہلکے پھلکے، لمبے بال والے، جن  
کے پشت پر دو گوبانیں تھیں جن کے بیچ میں ایک

طوال الوبر، لكل منها على ظهره سنامان  
رفيعان، بينهما مجلس الراكب يكونان  
له كعودي الرجل، وقد قال العلامة  
القزويني في عجائب الموجودات، ثم  
الامام الميرزا في حيوة الحيوانات  
انه يجلب من الهند نوع من الضأن  
على صدره الية، وعلى كتفه اليتان  
وعلى فخذه اليتان، وعلى ذنبه  
الية وربما تكبر الية الضأن حتى تمنع  
من المشي، زاد القزويني فيتحدا ليلتها  
عجلة توضع عليها وتشد الى صدرها  
فيمشي الضأن وتجر العجلة والالية  
عليها اه فهذه اختلافات في الاعضاء  
باصل الوجود، والعدم، فضلا عن الصغر،  
والكبر، والطول، والقصر، فهل يجوز  
لعاقل ان يحكم لذلك باختلاف النوع،  
وان احد من صنفى الابل ذات كوميت و  
ذات كوم، مثلا ليس من نوع الابل،  
لا تجوز التضحية به، ولا تجب الزكوة  
في سائمته.

المسابع اطلق اهل التفسير والحديث  
والفقه واللغة من العرب والعجم  
ان الغنم نوعان، ضان ومعرز،

له حياة الحيوان باب الضاد المبعثرة (الضان)

عجائب المخلوقات وغازب الموجودات (الضان)

آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی (۸) امام قزوینی نے عجائب  
المخلوقات میں، اور میری نے حیوة الحيوان میں تحریر کیا  
ہندوستان کے بعض دیہے آتے ہیں جن کے سینے پر  
چمکتی ہوتی ہے اور دونوں مونڈھوں پر دو چمکتی اور  
رانوں پر دو چمکتی اور دُم پر ایک چمکتی ہوتی ہے جو اتنی  
بڑی ہوتی ہے کہ لکڑی کی چھوٹی گاڑی پر وہ چمکتی  
رکھ دی جاتی ہے اور گاڑی دنبہ کے سینہ سے باندھ  
دی جاتی ہے جسے وہ کھینچتا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا سارے اختلافات جو اعضا  
کی کمی بیشی میں واقع ہوئے، چہ جائیکہ  
ان کے بڑے اور چھوٹے ہونے کا اختلاف،  
تو کیا کوئی عاقل اس کی وجہ سے جانوروں  
کی نوع میں اختلاف ہونے کی بات کرے گا  
اور کہے گا کہ یہ دو کو بان والے اونٹ، اونٹ  
ہی نہیں، نہ ان کی قسم بانی ہو سکتی ہے  
نہ یہ سائمتہ جانوروں میں شمار ہوں گے نہ ان  
پر زکوٰۃ ہوگی۔

تنبیہ منعم توضیح مزید | عربی و عجمی اہل تفسیر و  
حدیث، اہل فقہ و لغت اس بات پر متفق ہیں کہ  
بکری کی دو قسمیں ہیں، ضان اور معرز، جس کی

مصطفیٰ ابابا مصر ۶۳۲/۱

ص ۲۴۹



میش و بُز، واث الضات و میث  
 خلاف المعز و بُز، والمعز و بُز  
 خلاف الضات و میث، قال  
 العلامة الخفاجی فی عنایة القاضی و  
 کفاية الراضی حاشيته علی تفسیر البیضاوی  
 الضائن خلاف الماعز، وجمعه ضان أم،  
 وقال فی مجمع بحار الانوار ضوائث  
 ذات صوف عجاف هو جمع ضائثة، وهی  
 الشاة من الغنم خلاف المعز أم وقال فی الرقات  
 الضان خلاف المعز من الغنم أم وقال العلامة  
 مسکین فی شرح الكنز الغنم اسم یطلق علی  
 الذکر والانثی، من الضان والمعز والضان  
 خلاف المعز أم وقال فی القاموس المعز هو خلا  
 الضان من الغنم أم وفيه الضائن خلاف الماعز  
 من الغنم، جمع ضائن اضائن ضائنك اعز لها  
 من المعز، وفي مختار الصحاح للعلامة  
 الرازی الضائث ضد الماعز، و  
 والجمع الضائث والمعز أم،

تعبیر فارسی میں میث اور بُز سے کی جاتی ہے، اور  
 دونوں میں ایسا اختلاف ہے کہ جو معز ہے ضان  
 نہیں، اور جو ضان ہے معز نہیں۔ حوالے،  
 • ضائن ماعز کے خلاف، اور اس کی جمع ضان  
 ہے (علامہ خفاجی حاشیہ بیضاوی)

• ضوائث اون والی، ضائثہ کی جمع، یہ بکری کی ایک  
 قسم خلاف ماعز ہے (مجمع بحار الانوار)  
 • ضائن معز کے خلاف غنم میں سے۔ (مرقات)  
 • غنم اسم جنس ہے، یہ ضان و معز مذکر و مؤنث  
 دونوں پر بولا جاتا ہے، اور ضان اور معز میں  
 اختلاف ہے (شرح کنز علامہ مسکین)

• معز ضان کے خلاف ہے، غنم کی ہی ایک قسم  
 ہے (قاموس)

• ضائن، بکریوں میں معز کے خلاف، اور جمع ضائن  
 محاورہ ہے، اپنے ضانوں کو ماعز سے الگ  
 کرو۔ (قاموس)

• ضائن ماعز کا ضد ہے، اور جمع ضان اور معز  
 ہے (مختار الصحاح رازی)

۳۵۹/۵	دار صادر بیروت	تحت آیت ۸۰/۶	لہ عنایة القاضی حاشیة علی البیضاوی
۳۸۲/۴	مکتبہ دارالایمان المدینة المنورة	ضائن	۲ مجمع بحار الانوار باب الضاد مع الهمزة
۵۶۱/۳	المکتبۃ الجعیبۃ کونست	الاضیة	۳ مرقات المفاتیح کتاب الضلوة باب فی الاضیة
۳۸۱/۳	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	الاضیة	۴ شرح الكنز لسلط مسکین مع فتح المعین کتاب الاضیة
۱۹۹/۲	مصطفی البابی مصر	المعز	۵ القاموس المحیط باب الزار فصل المیم (المعز)
۲۲۲/۴		الضائن	۶ باب النون فصل الضاد (الضائن)
ص ۳۷۶	مؤسسة علوم القرآن بیروت	ضائن	۷ مختار الصحاح تحت لفظ ضائن



وفيد المعز من الغنم ضد الضان الله وقدمت  
 أنفا عباسات ذخيرة العقبي والصراح، و  
 انت المحتج بقول الغياث كوسفند معنی میش  
 مقابل بز چنانکہ معز در عربی مقابل ضان است از  
 وحشیت علیہ بقولك ازین عبارت صاف معلوم  
 می شود کہ آن حیوان کہ عرب آن را ضان گویند فرس  
 آن را میش گویند، و آنچه عرب آن را معز گویند  
 فرس بز گویند، ونقلت عن الشيخ المحقق  
 قدس سره غنم دو صنعت است معز کہ  
 آن را بز گویند و ضان کہ آن را میش خوانند  
 و ایدتہ بقول الشامی الشاة  
 بنوعیہ احد، فكانت اجماعا  
 علی ان ماكان من الغنم  
 خارجا عن الضان و میش  
 فهو داخل فی المعز و بز و ماكان منها خارجا عن  
 المعز و بز، فهو داخل فی الضان و میش،  
 وقد بینا ان حیوانا هذا من الغنم، وان  
 ستر بک فیہ فلن یستربین احد ممن لد قسط  
 من العقل، انه من بهیمة الانعام، ثم لعلک  
 تزهد بنفسک ان تدعی کونه ابلا او بقرا، فاما

• معز بکریوں میں ضان کا ضد ہے۔ (مختار الصحاح  
 رازی)

• ذخیرہ عقبے اور صراح کی عبارتیں اوپر گزریں۔  
 • کوسفند معنی میش کے، بز کا مقابل ہے، جیسا کہ  
 معز عربی میں ضان کا مقابل ہے۔ (غیاث اللغات  
 بحوالہ مجیب)

• جس حیوان کو عرب ضان کہتے ہیں فارسی میں میش  
 کہتے ہیں (تقریر مجیب)  
 • غنم کی دو قسم ہے، معز کہ اس کو بز کہتے ہیں، اور  
 ضان کہ اس کو میش کہتے ہیں (شیخ محقق بحوالہ  
 مجیب)

• بکری اپنی دونوں نوعوں کے ساتھ۔ (شامی بحوالہ  
 مجیب)

تو ایک طرح اجماع ہو گیا کہ غنم صرف دونوں  
 میں منحصر ہے، جو غنم معز نہیں وہ ضان ہے، اور جو  
 ضان نہیں وہ معز ہے، تو لامحالہ بھڑ کو بھی ضان یا  
 معز کسی میں داخل ماننا پڑے گا، اور اگر کچھ شبہ ہو  
 تو اتنا تو قطعی ہے کہ یہ بہیمۃ الانعام میں داخل ہے  
 اور بہ اتفاق علماء انعام کی صرف چار قسمیں ہیں۔  
 اس امر کی تصریح امام بغوی نے معالم میں، اور

۶۱۰ ص	مؤسسۃ علوم الدین بیروت	تحت لفظ (المعز)	لے مختار الصحاح
۴۳۱ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل کاف فارسی مع واو	لے غیاث اللغات
۶۰۸/۱	الفضل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکس	کتاب السلوة باب الاذنیۃ	لے اشعة الممعات
۲۰۴/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	کتاب الاذنیۃ	لے رد المحتار

ان یلون من المعز او من الضان ، اذا الانعام  
منحصرة فی الاربع بتصریح العلماء كافة ، كما  
نص الامام البغوی فی المعالم ، والاعام الرازی  
فی المغاتیح ، والعلامة الرومی فی ارشاد العقل  
والسوی القاری فی المسلك المتقسط ، و  
الفاضل طاهر فی مجمع البحار وغیرهم فی غیرها  
لكن الاول باطل اذا المعز ذات شعر ، وهذا  
با عترافك ذات صوف ، والمعز بُز و بکوی و  
هذا ليس بها عند احد من الصبيان ، فضلا  
عن علماء اللسان ، فتعين ان يكون من الضان  
فانظر الى حججك كيف كرت عليك بالحجاج ،  
فان الضان ومیش لو كان مختصة عند  
العرب والعجم بماله الیة وهذا الیة له  
بزعمك توجب ان يكون خارجا منها ، فوجب  
ان يكون داخلًا فی المعز و بُز ، وقد قضیت  
على نفسك انه ليس منها ، فبطل انحصار  
الغنم فی نوعین ، وقد كنت بهجت به نقلا  
واستنادا ، وتعویلا واعتمادا ، ثم بطلانه  
یقضی بطلان دعوائك ، فان مدار التضحية  
على النعمية دون خصوص الالیة و  
الضانیة .

الناس من كل ماشق ، و رفق ، و ظن  
ان قد دقت من كون  
میش حقیقة ف کذا و معجرات فی  
کذا و مشترکا بينهما الخ انما هو علی نزعهم

رازی نے مفاتیح میں ، رومی نے ارشاد میں ، ملا علی  
قاری نے مسلک المنقسط میں ، اور فاضل طاہر  
نے مجمع البحار میں کی ہے ، اور ان کے علاوہ نے  
دوسری کتابوں میں کی ہے ۔

اور آپ اس کو گائے یا اونٹ ، عیر ، شامل  
کرنے کی جرأت کر ہی نہیں سکتے ، لامحالہ یہ ضان  
میں ہی شامل ہوگا ، معز یا بکری تو ہوگا نہیں کہ اس  
کے اُون ہوتا ہے اور معز کے اُون نہیں ہوتا ،  
کیونکہ آپ کا یہ خود کا اعتراف ہے کہ یہ اُون دالی  
ہے ، تو دیکھئے آپ ہی کی دلیل نے آپ کا کیسا رد  
کیا ، اور صاف ظاہر ہو گیا کہ چلتی ماہر الاقیار نہیں  
ورنہ بھڑ کو معز میں داخل کرنا ہوگا ، اور آپ اس کو  
دونوں ہی سے خارج کرنے پر تلے ہوئے تھے ،  
اور اسی سے آپ کے دعویٰ کا رد بھی ہو گیا کہ یہ  
قربانی کا جانور نہیں ۔

تنبیہ ہشتم حقیقت و مجاز اس پر مجیب کی اس قسم  
والی تدقیق کا جواب کہ ساری تدقیقات  
کہ میث ذوات الیہ میں حقیقت ہو گیا مجاز یا  
مشترک ، سب کا مبنیٰ یہ تھا کہ چلتی کو میث کی حقیقت

ان ماله اليه مغاير بالنوع لما ليست له  
اليه بالمعنى الذى توهم فظن ادخالهما  
جميعا يؤدى الى التثليث ولم يدرك انه  
هو الواقع فيه لما بينا ان هذا الحيوان  
من الانعام قطعاً واذ ليس من البدن  
فن الغنم فلو كانت نوعاً مغايراً لذوات  
الاليات لوجب التثليث۔

**التاسعة** احسنت اذا يقنت ان التفسير  
بالاعم انما يجوز حيث يقصد التمييز  
عن بعض الاغيار ولكن دعواك ان ههنا  
كذلك فمفسروا الضان بميش انما قصدوا  
الميز عن البعض، كلمة انت قائلها  
لا برهان لك عليها بل الحجة ناطقة  
بغلافها حيث كان المحل لبيان حكم  
لا يعد والضان كجواز الجذع كما في عبارة  
الشيخ المحقق رحمه الله تعالى في اشعة  
اللمعات وغيرها۔

**العاشر** انما الخطاب بلغة العرب،  
فما لم يثبت النقل فالاحتجاج باللغة  
تام قطعاً، ولا يدفع بالاحتمال بناء  
على ان اهل الشرع قد يصطلحون  
على معنى آخر، بذلك استدلى الامام  
المحقق على الاطلاق محمد بن الرضا

میں بنیادی دخل ہے، اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ یہ  
بنیادی غلط ہے، تو یہ تدقیقات بھی بے حقیقت  
ہو گئیں، اور انھیں پر مبنی یہ حکم بھی کہ غنم کی دو ہی قسم  
نہ رہیں گی، بجھڑ کے بعد اس کی تین قسمیں بنیں گی۔

تنبیہ نہم ذات الصوف | یہ بات بلاشبہ صحیح ہے کہ  
تعریف بالاعم نہیں | کبھی کبھی تعریف و تفسیر  
لفظ اعم سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ عجیب نے دعویٰ  
کیا ہے، لیکن یہ بات کہ لفظ ضان کی تفسیر میں  
میش کا ذکر بھی یونہی ہے، بے حقیقت بات ہے،  
بلکہ شہادت اس کے خلاف ہے، کیونکہ یہ تفسیر ایک  
ایسے حکم کے بیان کے سلسلہ میں ہے جو ضان کے  
ساتھ خاص ہے، جیسے صاحب اشعة اللمعات کا  
یہ کہنا کہ ضان کا چھ ماہہ بچہ بھی جائز ہے۔

تنبیہ دہم در بارہ | نیز یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ  
لغت فقہار و ادباء | اعتبار فقہار کی لغت کا ہے  
نہ کہ ادیبوں کی لغت کا۔ جب خطاب زبان عرب  
میں ہے، تو جب تک منقول ہونے کا ثبوت  
نہ ہو ضروری ہے کہ لغوی معنی ہی مراد ہوں، اس  
کی تائید ابن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس





فی شرح النقایۃ ، ثم الطحطاوی ، و رد المحتار الضابط ما کان من ذوات الصوف والمعز من ذوات الشعر ، وبہ فرق بینہما فی البحر الرائق وغنیۃ ذوی الاحکام ، وفتح اللہ المعین جمیعاً عن معراج الدراية ، والیہ یشیر حدیث الامام احمد ، وابن حجة ، والمحاکم ، وقال صحیح الاسناد عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا رسول اللہ ما ہذا الاضاحی ، قال منۃ ابیکم ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ، قالوا فما فیہا یا رسول اللہ ، قال بكل شعرة حسنة ، قالوا فالصوف یا رسول اللہ ، قال بكل شعرة من الصوف حسنة ، قال فی المرقاۃ لما کان الشعر کناية عن المعز ، کنوا عن الضان بالصوف والیہ مآل النصوص التسعة المذكورة فی التنبیہ السابع ، عن النقایۃ ، والمجمع ، والمرقاۃ ، وشرح الکنز ، وذخیرۃ العقبة ، والقاموس ، والصراح ، ومختار الصحاح ،

والی قسم ضان کلماتی ہے ۔

• طحاوی شرح نقایہ ، رد المحتار ضان اون والی اور معز بال والی ۔

• بحر الرائق ، غنیۃ ذوی الاحکام ، فتح اللہ المعین عن معراج الدراية (ایضاً)

• حدیث امام احمد بن حنبل ، ابن ماجہ کا اشارہ یہی ہے ، "زید بن ارقم کہتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا ، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! یہ قربانیاں کیا ہیں ؟ فرمایا ، تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ۔ پوچھا ، ہم کو کیا ملے گا ؟ فرمایا ، اس کے برابر بال کے برابر نیکی ۔ لوگوں نے عرض کیا ، اُون کے بارے میں کیا ارشاد ہے ؟ فرمایا ، اس کے بھی برابر بال کے برابر نیکی ملے گی ۔"

• مرقاۃ میں ہے ، "حدیث شریف میں بال سے اشارہ بکری کی طرف تھا ، تو لوگوں نے صوف کہہ کر ضان کے بارے میں پوچھ لیا ۔"

ساتویں تہنیہ میں غنایہ ، مجمع ، مرقاۃ ، شرح کنز ، ذخیرۃ عقبتی ، قاموس ، صراح ، مختار الصحاح ،

۲۰۶/۱	مکتبہ اسلامیہ گنجد قاموس ایران	۱	کتاب الزکوۃ	جامع الرموز
۱۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	۲	باب زکوۃ النعم	رد المحتار
۳۶۸/۴	المکتب الاسلامی بیروت	۳	حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ	مسند احمد بن حنبل
۲۳۳ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۴	الباب الاضاحی	سنن ابن ماجہ
۵۷۸/۳	المکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	۵	باب فی الاضاحی	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح

غیاث اللغات کی جہارتوں کا مفاد بھی یہی ہے، کیونکہ  
ضمان اور معزز کے علاوہ کوئی اور نوع ہوتی جس کی وجہ  
امتیاز چلتی ہو تو ضمان اور معزز میں جنس غنم کا انحصار  
باطل ہوا جاتا ہے۔

یہ ۲۱ خصوص ہیں، اور جو مذکور نہ ہوئے اس سے  
بہت زیادہ ہیں، سب اس بات کا فیصلہ کر رہے  
ہیں کہ ضمان اور معزز میں فرق ادون سے ہے چلتی سے  
نہیں، اس طرح عجیب نے لاطینی میں ہی سہی، یہ  
اعتراف کر لیا کہ بھڑ خان میں شامل ہے، آگے  
علی الاعلان اعتراف کرنا پڑے گا، عام سے تفسیر  
ماننے میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ متقدمین نے  
اسے صرف بباح مانا ہے، ایسی تعریف عمدہ نہیں  
ہے۔ میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مواقف  
میں فرمایا،

”متأخرین نے تعریف میں مساوات کی شرط  
لگائی، اور متقدمین نے کہا کہ جو تمام مشارکات سے  
تمیز دے دے وہ ہم نام ہے، اور جو بعض سے  
ممتاز کرے ہم ناقص ہے، اور تعریف تبھی  
عمدہ ہے کہ مساوی سے ہو کہ امتیاز کامل حاصل ہو۔“  
اور حسن چلی نے بھی حاشیہ تلویح میں فرمایا،  
تعریف کی عمدگی کے لئے مساوات شرط ضروری  
ہے۔“

وغيائك الذي استغثت به من تفسير  
الضمان بما يخالف المعز وبالعكس، اذ لو كان  
الفصل بينهما بشئ اخص من الصوف لم يكن  
كل ما ليس بضمان معزا ولا بالعكس بقاء مادة  
تفارق الصوف من ذلك الاخص خارجا منها  
جميعا عدم الضامنة لعدم الاخص وعدم  
المعزية لوجود الصوف، فهذه احدى وعشرون  
نصوصا، سبعة اصناف حاجت به، كلها قاضية  
بهذه التفسير، ولعل ما تركناه اكثر مما سردنا  
وقد اعترف الرجل وان لم يعرف فسيقضي  
العيان ان هذا الحيران من ذوات الصوف  
فهو من خصوص الضمان فضلا عن عموم الغنم  
او الانعام، والتعريف بالاعم وان جاز عند الاول  
فليس بجيد بالاجماع، قال المولى المحقق السيد  
الشريف قدس سره الشريف في شرح المواقف  
اعلم ان اشتراط المساواة في الصدق مما ذهب  
اليه المتأخرون، واما المتقدمون فقالوا الرسم  
منه تام يميز عن كل ما يغايرونه وناقض يميز  
عن بعض، وصرحوا بان المساواة شرط للجودة  
الرسم، كيلا يتناول ما ليس من الرسم، ولا يخلو  
عما هو منه أم مختصرا، وقال العلامة حسن چلی في  
حاشية التلويح لاختلاف في اشتراط المساواة الجوة التعريف.





اخذ ان فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کا محتمل  
اور جائز ہونا اور بات ہے، اور اس کا محمول اور  
مراد ہونا اور بات ہے۔

پس ثابت ہوا کہ قہار سے پھر نے اور  
محتمل پر کلام حل کرنے کے لئے واضح قرینہ  
ضروری ہے۔

تنبیہ سیزدہم تو ضیح مزید | اور جو پہچ پوچھو تو ہمارے  
نزدیک ائمہ سے تفسیر اسی وقت جائز ہے جبکہ  
اس سے مراد خاص ہو، مثلاً اہل لغت کا یہ  
دستور ہے کہ نکرہ بول کر معرفہ اور معرفہ بول کر نکرہ  
مراد لیتے ہیں، اب انھوں نے کہا "أُحْدُ جَبَلٌ"  
و "سَعْدَانَةٌ نَبْتٌ" تو اس کا ترجمہ ہوا "اُحْدُ  
ایک خاص پہاڑ ہے" اور "سعدانہ ایک خاص  
گھاس ہے" تو یہاں تعریف اُحْد میں ایک  
عام لفظ جَبَل بول کر بھی مراد خاص پہاڑ ہو،  
اور محاورہ نکرہ بول کر معرفہ مراد لیا ہو۔ اس موقع  
پر کوئی جبل کے بجائے الجبل بولے تو  
خلاف محاورہ اور غلط ہوگا حالانکہ اس پہاڑ سے  
نے معرفہ کی تعریف میں لفظ معرفہ ہی استعمال  
کیا ہے، لیکن اس عبارت سے کوئی یہ نہ سمجھے گا

اخوان ای ہما مترادفان، و یدل علی  
ذلک انه قال فی الفائق والحمد هو المدح  
والوصف بالجميل الخ فقد استدل بتفسیر  
اللغة علی الترادف مع انه مصوب لجواز  
التفسیر بالاعم کما سیأتی، وبالجملة فجواز  
شئ شئ وجواز الحمل علیہ شئ آخر،  
فقد یجوز شئ فی نفسه ولا یجوز حمل  
الکلام علیہ لکونه خلاف الظاهر  
فلا عدول عنه الابدلیل تراہر۔

الثالث عشر الحق عندی ان  
التفسیر بالاعم انما یجوز ان جائز حیلث  
وضح المفاد وقامت القرینة علی السراد،  
والافلا قطعاً لعمق التغلیط، لما فیہ  
مح من التلبیس، والتخلیط، وطریقة اهل  
اللغة معروفة، انهم اذا نکر وعرفوا اذا عرفوا نکر واذ  
قیل اُحْد جبل وسعدانہ نبت، لم یفہم  
منہ الا انه جبل معین و نبت مخصوص  
ولئن قال ان اُحْد الجبل وسعدانہ النبت  
لکان مخطئاً قطعاً، وان کان لم یرتکب الا  
تفسیر بالاعم، کیف وانه افہم ان احد اُراد  
الجبل، والسعدانہ النبت وهذا ان کان  
خفياً علی غبی، فلیس یخفی علی ذکی، و  
اذا کان هذا فی اللغة، فما ظنک بالشرعیات



حيث المحل لبيان الاحكام الالهية  
المخاصة بالشئ، فان التفسير بالاعم  
ثم من ابين الا باطيل من دون  
اقامة قرينة و ايتاء دليل.  
الاتى ان من عليه كفارة  
صوم، اذ سال ما تحريم رقة،  
فزعم نراعم انه دفع  
قيد عن شئ حي، فقد  
اخطأ، وجعل سائله عرضة  
للخطأ فانه ان قنع بقوله  
فسيفظن انه يجزى عنه  
اطلاق انسان، او طلاق  
نسوان، او تسبيب حيوان، و  
لذا ترى العلماء المحققين من  
الفقهاء والمحدثين لم يزالوا  
يؤخذون بتوك القيود، وباشلام  
في عكس، او انخرام في  
طرد ياخذون على  
الحدود، ولقد احسن  
واحباد المولى المحقق  
محمد بن عبد الله الغزى  
في منح الغفار كما اثر  
عنه في رد المحتار اذ يقول  
في بيانه شناعة الاطلاق  
في محل التقييد، مانصه

کہ اُعد اور الجبل میں تراءف ہے، تو ہر اس میں  
یہی ہے کہ تعبیر اول میں محاورہ عام سے مراد  
خاص ہے اور ثانی میں خاص سے مراد عام ہے  
اور محاورے کا یہ فرق ہر صاحب فہم پر واضح ہے  
تو جب لغت کا یہ حال ہے کہ بولیں عام اور مراد  
لیں خاص، تو شریعت نراجر جس میں خاص شئی کے  
احکام مخصوصہ کا بیان ہوتا ہے، عام بول کر عام  
ہی کس طرح مراد لیں گے؟ یہاں بغیر قرینہ کے  
تفسیر بالاعم غلط اور باطل ہوگی۔

دلیل تنویری | روزہ کا کفارہ قرآن مجید میں ایک  
گودن آزاد کرنا آیا ہے، اگر اب کوئی شخص لفظ  
تحریر رقبہ کے معنی عام (زندہ کی قید و دور کرنا)  
مراد لے تو غلط ہوگا کیونکہ ترجمہ کی بنیاد پر بندھے  
آدمی کو کھولنا، عورت کو طلاق دینا، اور جانور کو  
چھوڑ دینا، سبھی مراد ہو سکتے ہیں، تو لازم آئے گا  
کہ یہ سب چیزیں روزہ کا کفارہ بنیں۔

یہیں سے علمائے محققین، فقہاء و محدثین  
کے اس طرز عمل کی وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ وہ عام  
طور سے تعریفات میں قیود احترازی اور جمعیت و  
منعیت کا لحاظ کیوں نہیں کرتے، حالانکہ جو کچھ  
بیان کرتے ہیں اس کی مراد ایک جامع مانع محدود  
ہی ہوتا ہے — علامہ غزوی قمر تاشی سے ”شامی“  
نے نقل کیا کہ،

حضرت علامہ نے الفاظ عامہ کو محل تقييد  
میں بھی عام مراد لینے والوں کے خلاف فرمایا:

فیظن من یقف علی مسائلہ الاطلاق ،  
 فیجری حکم علی اطلاقہ ، وہو مقید ،  
 فیترکب الخطأ فی کثیر من الاحکام فی الافاء  
 والقضاء أم مثلاً فی مانحن فیہ ان کان تفسیر  
 الضان بذات الصوف ، وبخلاف المعز  
 وبمیش کل ذلک تفسیر بالاعم ، فمن  
 وقف علی کلماتہم المتطافرة المتکاشرة  
 المتوافرة فی ذلک ،  
 فربما یجتزئ فی التضحیة بذات صوف  
 لیست من الضان فیأثم بترك الواجب  
 والاصرار علیہ سنین متطاولة ، کما  
 هو حال عامة المسلمین بالدیار الهندیة  
 عالمهم وجاهدہم عند هذا الرجل قد  
 حکم علیہم بالضللال والاضلال فما اضلہم  
 ان ضلوا الا الی هذه التفاسیر بالاعم ،  
 وان کان رجل علق ابانة عرسہ بالتضحیة ،  
 فضحی بهذا حکم الواقع علی کلماتہم  
 بوقوع البینونة ، وہی لم تبین ، فیحرم المحلل  
 او بعد ما ففعل ذلک بحکم بعدم الوقوع ،  
 وہی قد بانت فیحلل المحرام الی غیر  
 ذلک الشنائع العظام ، ما هجمت تلک  
 الامن تلقاء ذلک التفسیر بالعام ، فکیف  
 یسوغ ان یحمل کلامہم علی مثل هذا

”جو مقام تفسیر میں لفظ کے اطلاق کا سہارا لے کر  
 احکام عامہ جاری کرے گا وہ بیشمار احکام کے  
 فیصلہ میں قصار اور افتاء غلطی کرے گا۔“

مثلاً ہم مسئلہ دائرہ میں ہی لے لیں ، ضان  
 کی حقیقی تفسیر میں ہیں ، جیسے اون والی ، جو معزز نہ ہو  
 اور میس ، یہ سب تعریفیں تعریف بالاعم ہیں ، اب  
 کوئی اون والی تعریف کے الفاظ پر غور کر کے بھیڑ  
 ذبح کر دے ، تو اس نے بقول مجیب غلط نہیں کیا  
 مگر آپ پڑھ آئے ہیں کہ انہوں نے ایسے تمام لوگوں  
 کو جاہل اور جاہل کر بنایا ، یا مثلاً کسی نے اپنی عورت  
 کے طلاق کو قربانی کرنے پر معلق کیا ، اور بھیڑ کی قربانی  
 کر دی ، تو ایک ایسا شخص جو کلمات علماء کے مفہوم  
 مراد کو سمجھتا ہے ، بھیڑ کی قربانی کو قربانی قرار دے کر  
 طلاق بائن واقع مانے گا ، جبکہ مجیب صاحب  
 عام کو عام رکھتے ہوئے بھی اس کو قربانی کے جانور  
 سے نکال کر طلاق نہ واقع ہونے کا فتویٰ دیں گے ،  
 اب ان دونوں باتوں میں حقیقت امر سے قطع نظر  
 جس کو پہلے صاحب حرام کہہ رہے ہیں ، دوسرے  
 صاحب حلال ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں ،  
 تو یہ سارے قبائح اسی تفسیر بالعام کا شاخسانہ  
 ہیں ، تو معلوم ہوا کہ یہ قول ہی غلط ہے ۔

الایبرهان و این البرهان هاتوا برهانکم  
ان کنتم صدقین۔

الرابع عشر مسألة التحديد ان كانت  
تؤخذ من جهة التقليد ، كما يدل  
عليه الاستنتاج لاهوري ، فاجلة ائمة  
الدين و جهابذة النقاد المحققين مثل  
الامام فخر الدين الرازي في شرح  
الاشارات ، والامام صدر الشريعة  
في التنقيح ، والعلامة القاضي عضد الدين  
فخر المواقف ، والقاضي النحسري  
ناصر الدين البيضاوي في طوابع الانوار ،  
والعلامة سعد الدين التفتازاني في التهذيب  
والفاضل قطب الدين الرازي في شرح  
الشمسية ، والمحقق شمس الدين محمد  
بن حمزة الفخاري في فصول البدائع في  
اصول الشرائع وغيرهم من الاكابر  
المصريحين بان المعروف لا بد له من  
التساوي ، فلا يجوز التعريف بالاعم ، و  
لا بالاخص ، احق بالاتباع ، وان شئت  
نقلت لك نصوصهم ، ولا يخفى عليك ان  
المسألة شهيرة دائرة ، وفي كتب الكلام و  
الاصول والميزان سايرة ، فالاستاد الح  
اللاهوري كيفما كان من ابعاد النجعة لاسيما  
وكتابه في النحو ، وليست المسألة من  
مسائل ذالنحو۔

تنبیہ چار و ہم حد کے | تعریف کا مسئلہ اجتہادی  
تعقیدی ہونے کی بحث | نہیں تعقیدی ہے ، مطلب  
یہ کہ عام سے اگر تعریف جائز ہے تو بزور قیاس  
اس کو دور نہیں کر سکتے ، جیسا کہ مجیب نے اس  
مسئلہ میں فاضل لاهوری کی سند پکڑی ہے  
ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مسئلہ تعقیدی ہے لیکن  
یہ بھی تو دیکھنا ہوگا کہ تعقید کن لوگوں کی کی جائے  
اور جن کی تعقید کرتا ہے وہ کیا کہتے ہیں۔

تو امام رازی شرح اشارات میں صد الشریعہ  
تنقیح میں ، قاضی عضد الدین مواقف میں ، قاضی  
بیضاوی طوابع الانوار میں ، تفتازانی تہذیب میں  
قطب رازی شرح شمس میں ، امام فخری اصول  
بدائع میں ، وغیرہ اکابر علمائے اعلام تعریح فرماتے  
ہیں کہ تعریف کے لئے تساوی ضروری ہے ،  
نہ تو معرفت عام تعریف میں چلے نہ خاص ، تو ان  
علماء کی بات مانی جائے کہ فاضل لاهوری کی ،  
جبکہ ان کی کتاب فن نحو کی کتاب ہے ، اور یہ مسئلہ  
علم نحو کا نہیں۔



والخاص<sup>۱۵</sup> عشر الادائل ان جو نہ وا  
التعريف بالاعم، وهو الاقرب حيث  
لا بعد، كما قدمت فقد جوزوا التعريف  
بالاخص ايضا، والدليل الدليل فان عندهم  
ليس من شريطة التفسير الا التمييز عن  
بعض ما يغاير، وهو حاصل في الكل بل  
قد يمكن ان يحصل بالمباين فالقصر  
قصور، بل لك ان تقول ان من قبل  
الاعم فهو للاخص اقبل، لانه يميز المعرفة  
عن كل ما عداها، كما هو ظاهر وقد  
نص عليه المحسن چلی فی حواشی المواقف  
وغیره فی غیرها، قال المحقق الشریف  
فی شرحها اما المتقدمون فقد جوزوا  
الرسم بالاعم والاخص، وايد بان المعرفة  
لابدان يفيد التمييز عن بعض الاغيار،  
واما عن جميعها فليس شرطاً له، فالمساواة  
شرط للمعرف التام دون غيره، حدا كان  
اورسما<sup>۱۶</sup> وكذلك ايداه ايضا في حواشيه على  
شرح المطالع كما نقله چلی فیها،  
وقال قدس سره في حواشيه على  
شرح التسمية الصواب ان المعتبر في المعرفة  
تمييزه عن بعض ما عداها، اما عن  
الكل فلا، فالاعم والاخص يصلحان للتعريف<sup>۱۷</sup>  
شرح المواقف المرصد السادس المقصد الثاني  
لما مع الاسرار حاشيه على شرح مطالع الانوار

تنبیہ پانزدہم متقدمین کا مسلک | متقدمین نے  
جس طرح اعم سے تعریف جائز رکھی (اور اس میں  
کوئی بُعد بھی نہیں، جیسا کہ ہم نے بھی بیان کیا)  
انہوں نے اخص سے بھی تعریف کو جائز رکھا، اور  
مباہن سے بھی امتیاز ہو جائے تو اس سے بھی تعریف  
جائز ہوگی، کیونکہ ان کے یہاں جمیع ماعداء سے امتیاز  
ضروری نہیں، بعض مشترکات سے بھی تمیز حاصل  
ہو جائے تو تعریف جائز ہے۔

پس لفظ عام کی ہی کوئی خصوصیت نہیں رہی  
اخص بلکہ مباہن سے بھی تعریف جائز ہوئی، بلکہ اخص  
تو جمیع ماعداء سے ممتاز بھی کر دیتا ہے البتہ کچھ فرد کو  
اپنے سے بھی خارج کر دیتا ہے۔

شہادتیں | متقدمین نے اعم اور اخص دونوں سے  
تعریف جائز رکھی۔

دلیل یہ دی کہ تمام مشترکات سے تیز و سینا  
مقصود نہیں، بعض اغیار سے تیز مقصود ہوتی ہے  
البتہ معرفت تام کے لئے مساوی ہونا ضروری ہے،  
اور یہ بات حد و رسم سب کے لئے عام ہے۔

(حاشیہ شرح مواقف میر سید شریف و شرح مطالع  
حسن چلی)

• معرفت میں بعض ماعداء سے امتیاز مطلوب ہوتا ہے  
تمام ماعداء سے نہیں، تو خاص اور عام دونوں تعریف  
کی صلاحیت رکھتے ہیں (شرح تفسیر میر سید شریف)

مشتورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۵۶



وكذلك صححه المولى العلامة بحر العلوم  
 قدس سورة في شرح السلم، فقال المتقدمون  
 قالوا ان كان الغرض الامتياز عن كل ماعداه،  
 فلا يجوز الا المساوى والاختص، ان لم يكن  
 الاعم ذاتياله، وان كان الغرض الامتياز  
 عن بعض الاغيار، فيجوز بالاعم الاختص  
 والمساوى، واما البين فان كان يورث  
 الامتياز فلا حرج في التعريف به لكنه نادر  
 جدا، ووجه حقيقة هذا المذهب ظاهر،  
 فان الحاجة الى جميع الاقسام المذكورة  
 ثابتة، فاسقاط البعض عن درجة الاعتبار  
 غير لائق اعم الكل مختصر. واذا جاز الامر ان،  
 فمن اين لك ان اطباق المترجمين قاطبة  
 على التفسير بميش، وتفسير اكا بر العلماء  
 من الفقهاء، والمفسرين، والمحدثين،  
 واللغويين، بذات الصوف، او بخلاف المعز،  
 هو الخارج من جادة الجودة، دون تفسير  
 البعض لصاحبة الالية، وما يدريك لعل الثلثة  
 الاول هي التفسير بالمساوى، وهذا تفسير  
 بالاختص، ولم تكن بيدك علقه شبهة، تدعوك  
 الى ما ادعيت الا الاعتراض بهذا اللفظ فحسب،  
 وقد شرد عنك وبرد لنا ما قد منا ونذ كر بعد، و  
 لله الحمد من قبل ومن بعد.

• متقدمین کہہ کہ کل ماعداسے امتیاز مطلوب ہو، تو  
 مساوی یا اخص کے سوا جبکہ عام اس کا ذاتی  
 نہ ہو، کسی سے بھی تعریف جائز نہیں، اور اگر غرض  
 بعض ماعداسے امتیاز ہو تو اعم و اخص اور مساوی  
 سبھی سے جائز ہے، اور مبائن سے امتیاز ہو سکے  
 تو اس سے بھی تعریف جائز ہے، لیکن ایک نادر الوجو  
 بات ہے، اور اس مذہب کی حقانیت ظاہر ہے  
 کیونکہ وقت و وقت سے ضرورت سارے ہی قسم  
 کی پڑتی ہے، تو بعض کو ترجیح دینا اور بعض کو ترک کرنا  
 غلط ہے۔ (شرح سلم بحر العلوم)

تو ثابت ہوا کہ عام کی کوئی تخصیص نہیں، خاص  
 عام دونوں ہی سے تعریف ہو سکتی ہے، پس آپ  
 کو یہ حق کب پہنچتا ہے کہ علمائے محققین، مفسرین  
 محدثین کی ان تینوں تقریروں کو (میش، اون دار،  
 خلاف ماعز)، تو آپ ساقط الاعتبار گردانیں، اور  
 بعض حضرات نے صاحب الیہ "تفسیر کردی تو وہ  
 قابل اعتبار ہو گئی، کیا ایسا ممکن نہیں کہ وہ تینوں  
 تعریفیں مساوی کے ساتھ ہوں، اور چلتی والی  
 تعریف تعریف بالاختص ہو، ہمارے اس نظریے  
 کے خلاف خوش اعتمادی کے سوا اور کوئی دلیل نہیں  
 تو مسلمہ بالکلیہ ہمارے موافق ہو گیا۔

السادس عشر استشهادك بمن  
التبعية ان تمشي ، ففي عبارة شرح  
النقاية دون سائر عبارات التي نقلنا  
بعضها ، ثم لاحجة لك فيها ايضا فان ما  
في قوله ما كان من ذوات الصوف  
للاستغراق والفردية تأتي بالتبعية ، فمن  
في محلها قطعاً من دون دلالة على عموم  
الحد ، والمعنى ان الضان اسم كل فرد  
من ذوات الصوف ، كان تقول على ما  
اشتهر باقتفاء آثار الفلاسفة المبطلة  
ان الانسان اسم لكل من كان من اهل  
النطق ، اذ يفهم منهم ان الناطق يعنى  
الانسان وغيره وانظر الى عبارة نفسك  
حيث نزلت عن ادعاء التفسير بالاعم و  
ايتت على تعبير المساواة بين الضان وذات  
الصوف على قول مخالفك - فقلت لو قبل  
ان غرضهم من تفسير الضان بميش ان الضان  
ما كان من ذوات الصوف سواء كان له  
الاية او لا ، كما ان ميش كذلك الخ - فاين  
ذهب عنك ههنا من التبعية -

تنبیہ شانزدہم تعریف میں | صرف شرح نقایہ کی  
مِنْ تبعية کی تحقیق عبارت میں لفظ مِنْ  
آیا ہے ، ماکان مِنْ ذوات الصوف ( جو  
اون دار میں سے ہو ) اس کو بعض کے معنی میں  
لے کر یہ سہارا پکڑنا کہ یہاں مراد تمام صوف والے  
نہیں بلکہ بعض صوف والے ہیں ( یعنی دنبہ ) غلط  
ہے ، کیونکہ اس سے قبل ماکان ہے ، جو  
استغراق کے لئے ہے ، تو یہاں مِنْ جو  
تبعية کے لئے آتی ہے کلی کے افراد پر فرداً فرداً  
دلالت کے لئے ہے ، اور معنی یہ ہے کہ ضان  
نام ہے اون والے جانور میں سے ہر ہر فرد کا ، تو  
مِنْ کی تبعية بھی سلامت رہی اور ما کا استفراق  
بھی ۔

یہ ایسے ہی ہے کہ فلاسفہ نے انسان کی اوندھی سید  
جو تعریف کی ہے ، الانسان حیوانٌ ناطقٌ ۔  
اس کی تعبیر کوئی یوں کرے ، الانسان اسم  
لکل ماکان من اهل النطق ( انسان ہر اس  
کا نام ہے جو نطق والوں میں سے ہو ) تو کیا اس  
مثال میں کوئی یہ گمان کر سکتا ہے کہ ناطق انسان  
سے اعم ہے ۔

مجیب اگر خود اپنی عبارت پر غور کرے تو اپنے اس غلط استشہاد سے رجوع کرے ، کیونکہ جب  
اس پر یہ اعتراض ہوا کہ علماء نے فارسی میں ضان کو میش کہا ، اور یہی چیز اردو میں بھیڑ کہی جاتی ہے ، لہذا  
بھیڑ ضان میں داخل ہوئی ، تو اس نے کہا اس تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ "ماکان من ذوات الصوف

میش سوا، کان له الیة اولاً" (جوان والی ہے میث ہے، اس کے چکتی ہو یا نہ ہو)  
 دیکھے یہاں بھی مِنْ تبعیضیہ ہے، لیکن مجیب نے اس چکتی دار اور غیر چکتی دار دونوں میں عام  
 مانا، یہاں مِنْ تبعیضیہ کا سہارا لے کر صوف دار کو ضان سے عام نہیں مانا۔

پس معلوم ہوا کہ ان تعریفوں میں مِنْ کا سہارا لینا بھی غلط ہے۔

السابع عشر استنادك بعموم حد  
 المعز لا يغني عنك شيئاً، فان عموم قرين  
 لا يدل على عموم صاحبه، وقد نص  
 العلماء على ان الاستدلال بالقران  
 في الذکر من افسد الدلائل، وايضاً  
 ليس اسلوب الكلام فيه كمثله في الضان  
 لعدم ما لا فرادية هنا، وكان هذه هي  
 نكتة التخيير ان كان القهستاني لا يخص  
 الشعر بالمعز، على انما رأينا العلماء يخصصون  
 قال العلامة على القاري في المرقاة  
 تحت حديث نريد المذكور رضى الله  
 تعالى عنه ان الشعر مختص بالمعز،  
 كما ان الوبر مختص بالابل، قال  
 تعالى ومن اصوافها واورها واشعارها  
 اثاثاً ومتاعاً الى حين ولكن قد يتوسم  
 بالشعر فيعمم الله وسياطك من كلام  
 المفسرين ما يميل اليه ميلا ظاهراً،  
 مع ان الكلام ههنا في الغنم فغيره  
 خارج عن المقسم، فلم يكن في شيء

تنبیه ہفہم قران (علماء نے ضان کی تعریف  
 فی اللفظ کی بحث میں ماکان من ذوات  
 الصوف کہا (جس کے اون ہو) اور معز کی تعریف  
 میں ماکان ذوات الشعر (جو بال والا ہو)  
 کہا، اس سے ان لوگوں کی تائید ہوتی تھی جو بھیڑ  
 کو ضان میں داخل مانتے ہیں کہ علماء نے ضانیت  
 کا مدار اون پر رکھا چکتی پر نہیں)  
 اس کا جواب مجیب نے یہ دیا تھا کہ یہ تو  
 جب ہو جب ہم یہ تسلیم کر لیں کہ مآلہ صوف  
 کا لفظ ضان کے مساوی ہے، حالانکہ یہ لفظ یہاں  
 بھی ضان سے اعم ہے، دلیل یہ ہے کہ اسی کے  
 ساتھ مآلہ شعر کہ کے بکری کی تعریف کی گئی  
 ہے، تو اگر اس تعریف میں بھی مدار بال پر رکھا جائے  
 تو گائے اور بھینس بھی جو بالدار ہیں، بکری بھی شامل  
 ہو جاتے ہیں، اس لئے حقیقت یہی ہے کہ اس  
 مقام پر علماء نے ضان اور معز دونوں ہی کی تعریفیں  
 لفظ عام سے فرمائی ہیں۔  
 مجیب کی یہ بات صحیح نہیں، کیونکہ اس جواب  
 کا مدار اس قاعدے پر ہے کہ جو دو جملے لفظ میں



من التعریف بالاعلم۔ ساتھ ساتھ ہوں، ان دونوں کا حکم بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ ”جبھی تو عجیب یہ کہہ رہا ہے کہ معز کی تعریف ”مَالَهُ شَعْرٌ“ میں شَعْر عام ہے تو ”مَالَهُ صُوف“ میں صوف عام ہونا چاہئے، حالانکہ یہ استدلال ہی سرے سے فاسد اور غلط ہے۔

(الف) علماء اسلام کا فیصلہ ہے کہ ”قُرَانٌ فِي الْفِطْرِ قُرَانٌ فِي الْحُكْمِ“ لفظ میں ساتھ ہونا حکم میں ساتھ ہونے کو مستلزم نہیں ہے، اس لئے یہ بالکل ضروری نہیں ہے کہ ”مَالَهُ شَعْرٌ“ عام ہو، تو ”مَالَهُ صُوفٌ“ بھی عام ہو۔

(ب) شاید اسی لئے قسسانی نے ضان کی تعریف میں ”مَا كَانَ مِنْ ذَوَاتِ الصُّوفِ“ لفظ ماکان کے ساتھ، اور معز کی تعریف میں صرف ”مِنْ ذَوَاتِ الصُّوفِ“ لفظ ماکان کے بغیر کہا، یعنی یہ اسلوب بدلنا اسی لئے ہوا کہ ایک جگہ عام اور ایک جگہ مساوی مراد ہو۔

(ج) معز کی تعریف میں لفظ شَعْر، معز کے مساوی ہے، یہ خیال غلط ہے کہ عام ہے۔ ملا علی قاری وغیرہ علماء کے نزدیک بکری کے بال کو ہی شَعْر کہا جاتا ہے، اس لئے بھینس اور گائے کے شمول کا کوئی سوال نہیں۔

”بیشک بال بکری کے ساتھ خاص ہے، جیسا ذَبْر اُونٹ کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ”مِنْ أَصْوَابِهِمْ وَأَوْبَارِهِمْ وَأَشْعَارِهِمْ“ فرمایا، کہ صوف ضان کے لئے، ذَبْر اُونٹ کے لئے، اور شَعْر بکری کے لئے، البتہ محاورہ میں مجازاً دوسرے بال کے لئے بھی شَعْر کا اطلاق ہو جاتا ہے۔“ (ملا علی قاری، مرقات زیر حدیث زید)

(د) گائے، بیل اور بھینس سے اعتراض بیجا رہے کہ وہ یہاں مقسم میں شامل ہی نہیں، کلام تو غنم میں ہے کہ غنم کی دو قسمیں ہیں مَالَهُ صُوف و مَالَهُ شَعْر، تو لفظ مساوی مان کر بھی حصر کامل ہو گیا۔

الثامن عشر کلاب لا مساع	تنبیہ ہیز دہم لفظ ضان
ههنا كادعاء العموم، فان العلماء	اور صوف کی تحقیق
صرحوا ان الصوف مخصص بالضان،	ضان سے اعم ہو ہی نہیں سکتا، اور یہ کہنے
قال العلامة كمال الدين الدميري	کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ تعریف بالاعلم ہے





فی موضعین ، فاجمعہ فانه  
 یدلک بفحواہ علی ان الصوف  
 مختص بالضان ، وهو المستفاد من  
 تفاسیر اللغة ، وبالجملة من عرب لسان  
 العرب ، لویعرب عنه ان الصوف لیس الا  
 للضان ، فاما ان یعم افرادہ کما هو الواقع  
 فمساو ولا فایض وعلی الکل فلا تكون  
 ذات الصوف الامن الضان ، وقد اعترفت  
 ان حیواننا هذا من ذوات الصوف فوجب  
 ان یکون من الضان ، وفیه المطلوب  
 باتم شان ۔

التاسع عشر <sup>ف</sup>عشرون من قولی فیما سلف ،  
 ما یدریک لعل الثلثة الاول هی التفسیر  
 بالمساوی وهذا بالاختصاص ، والان اقول  
 قابضا للعلن بعد ما ارجیت مالی ترجیت  
 وقد قضیت ، اما تظننت بما فی السابغ  
 والحادی عشر القیت ، ان لو قصرت الضانیه  
 علی شیء اخص من الصوف بطل حصر الغم  
 فی نوعین فوجب ان یکون التفسیر بذات  
 الصوف هو التفسیر بالمساوی ، والتعریف  
 بذات الالیة التعریف بالاختصاص ، علی  
 ما توهمت من معانها والنظر حقیقة  
 لم تبلغ مرماها ۔

العشرون هل لك اجالة نظرفی  
 کلمات الائمة الکرام ، فانهم یتکلمون

کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو عام فرمایا، یہ خاص کریں،  
 صاحب مرقات کے متفرق کلام جو ہم نے  
 دو جگہ لکھا، ملاؤ تو ان کا فرمان بھی یہی ہے کہ صوف  
 صرف ضان کے لئے ہے، پس ایسی صورت میں  
 صوف کو اگر دونوں (بھیڑ اور دنبہ) کے لئے عام  
 مانا جائے تو مساوی کے ساتھ تعریف ہوتی  
 ورنہ اخص کے ساتھ، اعم کے ساتھ تعریف کا  
 تو کوئی سوال ہی نہیں۔

تو ثابت ہوا کہ ضان صوف والا ہے، اور  
 ہمارا یہ جانور بھی صوف والا ہے، لہذا اب بات  
 واضح طور پر ثابت ہو گئی کہ بھیڑ بھی ضان ہی ہے۔  
 تنبیہ نوزو ہم تعریف بالاعم میں نے پہلے کہا تھا  
 اور تعریف بالاختصاص ہو سکتا ہے کہ ضان  
 کی پہلی تعریف لفظ مساوی سے ہو، اور "الیہ"  
 چکنی والی تعریف اخص کے ساتھ ہو، اب میں  
 قطعیت کے ساتھ اسی بات کو دہراتا ہوں کیونکہ  
 میں بتا چکا ہوں کہ اعم ماننے میں "غم" کا حصر  
 اس کی دونوں میں ختم ہو جائے گا، اور بھیڑ  
 قیسری قسم ہو جائے گی۔

تنبیہ ہستم ائمہ و علمائے فاضلے | یہ لطیفہ بھی قابل ملاحظہ  
 ہے، دنبہ جس کے چکنی ہوتی ہے اگر کسی کے خلعت

فیما اذا خلقت شاة بلا الیة هل تجوز  
التضحیة بها، فمذهب امامنا الاعظم  
والهمام الاقدم سراج الامة کاشف الغمة  
امام الاثمة ابی حنیفة رضی الله تعالی عنه  
وعنهم ان نعم، وهو الاصح عند الاثمة  
الشافعية رحمهم الله تعالی، وقال محمد  
رحمه الله تعالی لا تجوز التضحیة بشاة  
کذا، وانا اسمعک اذ کلکلمات العلماء  
قال الامام الاجل فقیه النفس فخر الدین  
الاوزجندی فی الحاشیة، الشاة اذا لم یکن  
لها اذن ولا ذنب خلقة تجوز، قال محمد  
رحمه الله تعالی لا یكون هذا ولو کان لا یجوز،  
و ذکر فی الاصل عن ابی حنیفة رضی الله  
تعالی عنه انه یجوز له ثم قال وان  
کان لها الیة صغیرة مثل الذنب  
خلقة جازاً اما علی قول ابی حنیفة رحمه الله  
تعالی فظاهر لان عنده لو لم یکن لها  
اذن ولا الیة اصلاً جاز، فصغیرة الاذنین  
اولی، واما علی قول محمد رحمه الله تعالی  
صغیرة الاذنین جائزة، وان لم تکن  
لها الیة ولا اذن خلقة لا تجوز له وفي  
الاجناس، ثم الخلاصة، ثم الهندیة، وعن

چکتی ہو ہی نہیں، اس کی قربانی جائز ہوگی یا نہیں؟  
امام اعظم ہمام اقدم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ایسے  
دنبہ کی قربانی جائز ہے۔"  
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہی صحیح ہے۔"  
امام محمد بن حسن فرماتے ہیں: "ایسے کی قربانی صحیح نہیں  
ہے۔"

بکری کا کان اور دم پیدا نشی طور پر غائب ہو تو قربانی  
جائز ہے یا نہیں؟  
امام محمد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: "ناجائز ہے۔"  
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے روایت ہے: "جائز  
ہے۔" (فقیہ النفس امام قاضی خاں)  
اگر دنبہ کی چکتی دم ہی کی طرح خلعت چھوٹی ہو؟  
"امام اعظم جب بے کان اور دم کی جائز و مسترار  
دیتے ہیں تو چھوٹے کان میں کیا رکھا ہے، یہ  
بھی جائز ہوگی۔"  
امام محمد کے یہاں صرف صغیر الاذن کی جائز ہے،  
خلقی کان چکتی نہ ہو تو جائز نہیں۔ (قاضی حنفان  
لامام فقیہ النفس)

"اجناس میں ہے کہ اگر دنبہ کی چکتی کان کی طرح  
چھوٹی ہو قربانی جائز ہے، اور اگر مطلقاً ہو ہی نہیں  
تو امام کے یہاں ناجائز ہے۔" (اجناس، خلاصہ  
عالمگیری، اخیرین میں میں نے خود دیکھا عبارت



الاخیرین ، نقلت واللفظ للوسطی ، فی الاجناس  
ان كانت للشاة الیة صغیرة خلقت شبه  
الاذن تجوز ، وان لم تكن لها الیة  
خلقت كذلك قال محمد رحمه الله تعالى  
لا تجوز اھ وفي وجیز الامام الکروری التي  
لها الیة صغیرة تشبه الذنب تجوز ، وان  
لم تكن لها الیة خلقة فكذلك وقال  
محمد رحمه الله تعالى لا تجوز اھ وفي خزائن  
المفتین لا تجوز السکار وهي التي لا اذن لها  
خلقة ، كما لا ذنب لها خلقة اولا الیة لها  
خلقة اھ وفي الانوار للامام یوسف الاردبیلی  
الشافعی تجزی التي خلقت بلا ضرع او الیة  
او قرن اھ وفي حیوة الجیوان للکمال الدمیری  
الشافعی تجزی الشاة التي خلقت بلا ضرع  
او بلا الیة علی الاصح اھ فظهر باتفاق  
القولین ان الالیة لیست من اس كانت  
حقیقة الضان بحيث ان لو عدت لم تكن  
ضائاً ، اما علی قول الامام الاعظم فظاهر  
فانه یجیز التضحیة لها وان لم تكن  
لها الیة خلقة اصلاً ، واما علی قول محمد

خلاصہ کی ہے ،

”وہ ذنب کہ اس کی چکیتی چھوٹی دم کے مشابہ ہو  
یا ہو ہی نہیں اس کی قربانی جائز ہے ، امام محمد کے  
یہاں ناجائز ہے۔“ (وجیز امام کروری)

”سکار جس کے خلقة کان نہ ہو اس کی قربانی  
جائز نہیں ، ایسے ہی جس کی دم یا چکیتی نہ ہو۔“  
(خزائن المفتین)

”جس کے خلقة تھن یا چکیتی نہ ہو اس کی قربانی  
جائز ہے۔“ (امام ابو یوسف اردبیلی شافعی)

”جو سیدالشی طور پر بے تھن اور چکیتی کا جانور ہو صحیح  
یہی ہے کہ اس کی قربانی جائز ہے۔“ (حیوة الجیوان  
دمیری)

ان دونوں فتووں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ  
چکیتی ضان کی حقیقت کا جز نہیں کہ یہ نہ ہو تو جانور  
ضائن کے بجائے کچھ اور ہو جائے ، امام اعظم رحمۃ اللہ  
علیہ کے قول پر قویہ امر بالکل واضح ہے ، امام محمد  
رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر بھی ، کیونکہ بے چکیتی شاة کی بات  
کر رہے ہیں اگر کچی حقیقت کی جز ہو تو انکی عبارت ”لا الیة له“  
کے معنی یہ ہو جائیں گے ، اگر بکری بکری ہی نہ ہو تو  
اس کی قربانی ناجائز ہے ، اور ایسی ردی عبارت

۱۔ خلاصہ الفتاویٰ کتاب الاضحیۃ الفصل الخامس      مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ      ۳۲۱/۴  
فتاویٰ ہندیہ      ”      الباب الخامس      نورانی کتب خانہ پشاور      ۲۹۰/۵  
۲۔ فتاویٰ برازیہ علی ہاشم الفتاویٰ ہندیہ کتاب الاضحیۃ الفصل الخامس      ”      ۲۹۳/۶  
۳۔ خزائن المفتین      کتاب الاضحیۃ      نقلی نسخہ      ۲۰۴/۲

کے الانوار لا اعمال الابرار

۴۔ حیۃ الجیوان      باب الشین المعجم (الشاة)      مصطفیٰ البانی مصر      ۵۹۲/۱



تو کوئی عام عربی بھی نہیں بول سکتا، چہ جائیکہ  
امام اللغۃ والفقہ امام محرر المذہب امام محمد  
رحمۃ اللہ علیہ۔

سرحمہ اللہ تعالیٰ، فلانہ یتکلم علی شاة  
لوالیة لها، فلو كانت الالیة رکن حقیقتہا  
لکان معنی قولہ ان لولم تکت الشاة شاة  
لم تجز الاضحیة بہا، وهذا قول  
غسل رذل اشبہ شیء بالہزل، لایجون  
صدورہ عن عاقل، فضلا عن امام  
مجتہد کامل، فانظر الآن الی دندنتک  
این مدت عنک فی غایة امر قفار بل  
اجتثمت فوق الارض مالہا من  
قرار، والحمد للہ علی توالی الائنہ کقطر  
المطر و امواج البحار۔

تنبیہ بستی و یکم حیوان | میری مانو تو میں تم کو نور حق  
کے اعضاء کا حکم | کے سامنے کھڑا کر دوں گا  
جہاں کوئی حجاب نہ ہوگا، اور ہر قسم کے خطرات  
دور ہو جائیں گے،

واقعہ یہ ہے کہ جانوروں کے اعضاء و جوارح  
اوصاف کے مرتبہ میں ہوتے ہیں جس کے مقابلہ  
میں دام کا کوئی حصہ نہیں ہوتا، اس پر سادے  
فقہاء کا اتفاق ہے۔

”کسی نے ایک باندی خریدی، ابھی بائع  
کے ہی پاس تھی کہ بھینگی ہو گئی، دام میں سے  
کچھ کم نہ ہوگا، یونہی کسی نے باندی خریدی وہ  
مشتری کے قبضہ میں اگر بھینگی ہو گئی اور مشتری  
کسی دوسرے کے ہاتھ اس کو منافع پر (مرا بحت)  
بیچنا چاہتا ہے، تو اسے بتانے کی ضرورت نہیں

الحادی والعشرون<sup>۱۱</sup> یا هذا الصنع  
و اتبع، ان اطعنی ذہبت بک الی حیث  
یلمع الحق من دون حجاب، ویزیل عنک کل  
تخیر واضطراب، حقیقة الامر ان الاطراف  
فی الحيوان تجری مجری الاوصاف، کما نصوا  
علیہ قاطبة، ولذا لا یقابلہا شیء من الثمن  
حتی انہ اذا اشتری جاریة فاعورت فی ید  
البائع قبل التسليم لا ینتقص شیء من الثمن  
وکذلک اذا اشتری جاریة فاعورت فی ید  
المشتري، ثم اراد ان یبیعہا صراحتہ کان  
لہ ذلک من دون حاجة الی البیان کما  
فی الہدایة و شروحہا، کفتح القدير و  
غایة البیان وغیرہما و انت سألت  
سرودت لک نصوصہا و اوصاف الشئ

لا تدخل في سنخ قوامه ، وقد افادوا كما علمت انها كالأعراض المفارقة ، لا انتفاء للحقيقة بانفائها ، فانعدام الالية رأسا لا يخرج الضأن عن الضانوية ، كما لو خلق انسان بلا يد لا يخرج عن الانسانية ، وانما مدار التعريف ههنا ان هذا الوصف لا يوجد الا في هذه الحقيقة ينتقل اليها الذهن منه بهذا الوجه لانها لا توجد الا به ، فمعنى قول القائل الضأن ما هو الية انه النوع الذي يتحقق فيه الالية لانه لا يكون ضانا ما لم تكن له الية ، اتقن هذا فقد جلست لك جليلة الحال بغير مربية۔

طرف منتقل ہو جاتا ہے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ حقیقت اس وصف کے بغیر پائی ہی نہیں جاتی ۔  
تو "ما تكون له الية" کا مطلب یہ ہوا کہ ضان جانور کی وہ قسم ہے کہ اس میں چلتی ہوتی ہے یہ مطلب نہیں کہ بے چلتی کا ضان ہوگا ہی نہیں۔ اسی کو ذہن میں راسخ کر کے میں نے تیرے لیے روشن حال کو تیرے کسی شک کے واضح کیا

الثاني والعشرون هذا ما سائرناك فيه ، وانت تزعم ان الالية هي الضخمة الكبيرة العريضة السمينة المحتوية على لحم كثير وشحم غزير ، المعروفة في لسان الهند بچکتی ، وهو تراعم باطل لا دليل عليه ، وانما الالية طرف الشاة لا يشترط فيها كبير ولا صغر ولا طول ولا قصر ، قال في مجمع البحار نقلا عن نهاية ابن الاثير

کہ یہ میرے یہاں آکر عینی ہو گئی ہے۔  
میں اس موضوع پر کثیر نصوص پیش کر سکتا ہوں کہ اطراف حیوان کا حکم اوصاف کا ہے ، اور اوصاف کسی شے کی حقیقت میں داخل نہیں ہوتے ، جیسا کہ علماء نے بیان فرمایا ہے ، اور آپ بھی جانتے ہوں گے یہ ان اعراض مفارقة کی طرح ہیں جن کے انتفاء سے حقیقت منتفی نہیں ہوتی ، تو ضان بھی چلتی نہ ہونے کی صورت میں ضان سے نہیں نکل سکتا ، جیسے وہ آدمی آدمی ہی رہتا ہے جس کے پیدائشی ہاتھ نہ ہو ، اس وصف کے ساتھ تعریف کرنے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ وصف صرف اس حقیقت میں پایا جاتا ہے تو اس وصف سے ذہن صرف اس حقیقت کی

تنبیہ بست و دوم چکتی کی بحث | اب تھوڑی دیر چکتی پر بحث ہو جائے ، آپ سوچتے ہوں گے کہ "الیه" (چکتی) جیسی ہوگی جب اس پر خوب گوشت ، چربی ، اور وہ خوب چوڑی ہو جس کو ہندی میں چکتی کہتے ہیں ، تو یہ ایک زعم باطل اور بلا دلیل ہے ، "الیه" بکری کی دُم کو کہتے ہیں ، اس میں چھوٹے اور بڑے ، لاتبے اور ناٹے ہونے کی شرط نہیں ، حوالے ملائے ہوں ، "الیات" الیه کی جمع ، بکری کی دُم کو کہتے

الیات جمع الیة وهی طرف الشاة الله وفسرها  
فی القاموس ببارکب العجز من شحم ولحم  
وقد شرحنا عن العضول لهذا الحيوان الذي  
نتحاور فيه ، فوجدناه يحتوى على لحم وشحم  
فتم معنى الالیة ، وقد منا كلمات العلماء  
الكرام ان الالیة ان كانت صغيرة تشبه  
الذنب جازت الاضحیة ، وهذه الایا الشاة  
التي توجد فی بلادنا ، فجزئيتها منصوص  
عليها فی الكتب المذهبية ، وظهر انهما يصدق  
عليها ما لها الیة ، وان ابیت الالحجاج  
فابرز لنا عندك فی الحجاج واپن ما حد  
الالیة ورسمها ، وعلى ای حد يجب ان يكون  
حجمها ، بحیث لو صغرت عند لم تكن الیة  
وبین الالیة التي تشبه الذنب خلقة ، وكيف  
تكون هذه فی هیأتها ، وكم تكون فی بسطتها  
وابت كل ذلك بكلام ائمة الشان ، لا بهوى  
النفس وهفوات اللسان ، فان لم تفعل و  
لن تفعل فاقف الحق حیث ظهر ، فان من  
لم ير الشمس وهی بانغة ، فعليه التسليم  
لاهل النظر.

الثالث والعشرون تقریر مما تحرر  
امت الفقهاء فسروا الضان بثلاثة تفاسیر

ہیں۔ (مجمع نقلاً عن ابن اثیر)  
”ریڑھ کی آخری ہڈی پر جو چربی، یا چربی اور گوشت  
دونوں چڑھ جاتی ہے اسی کو الیہ کہتے ہیں (قاموس)  
اور بھڑ کا بھی یہی حال ہے کہ اس کی دم پر بھی  
گشت چربی آلود ہوتا ہے تو اس کو الیہ کوں کہے گا  
علماء کے حوالہ سے ہم لکھ آئے ہیں کہ معمولی چکئی والے  
کی قربانی جائز ہے، تو کیا یہی مسئلہ بھڑ کا جزیہ نہ تھا  
تو بیشک اس بھڑ پر بھی لیحا الیہ کی تعریف صادق ہے  
اور اگر اس پر بھی تسلی نہ ہو تو سوال یہ ہے کہ  
چکئی کی لبان چوڑاں کیا ہوگی کہ اس سے کم کو چکئی  
کے بجائے دم کہا جائے، اور ذرا اس چکئی کا بھی  
خیال رہے، جس کو فقہائے دم کی طرح چھوٹا کہا ہے  
نظاہر ہے کہ یہ سب باتیں ائمہ اعلام کے کلام سے  
ثابت کرنی ہوگی، زبانی جمع خرچ کی سند نہیں۔

تنبیہ بست وسم | گزشتہ تحریروں سے یہ واضح  
تقریریں ہیں علم تفصیل ہو چکا ہے کہ علماء نے ضان



ذات الصوف وذات الالية ، وخلاف المعن  
من الغنم ، وترجموه بمیش ، و القینا  
علیک ان عند بیان الاحکام لا یجوز  
التعریف وکذا الترجمة الا بالمساوی ،  
لما فی غیره من المساوی . فثبت ان الاربعة  
بل الخمسة خامسها بهیئہ ، کلها متساویۃ فیما  
بینہما ، ومساویۃ لمحدودہا ، وان کل ذات  
صوف ، ذات الیہ ، وبالعکس وانما مطمح  
النظر کما وصفنا الشان النوعی لا الفعلیۃ الفرعیۃ  
کما هو المرسوم فی کثیر من الرسوم ، کالتحرک  
الارادی ، والمشی ، والضحک ، والکتابۃ ، فی  
المحیوان ، والانسان ، کما لا یخفی علی ذوی  
الشان فظہران الذی یضئین بلادنا الیہ جزماً  
وان کان شابه الذنب حجبا ، وانه المنصوص  
علیہ صورۃ ، وحکما وان لاختلاف بین  
التفاسیر ، وان لیس هنا باعم ولا اخص  
تفسیر ، وان کل متحد مآلاً ، وان لاثبت  
فی الانواع بمالہ الیہ ، ومالا ، وانما کان  
کل ذلک شقشقة ہدرت عن واهمة  
بدارت ، ہکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی  
التوفیق ۔

بے چمکی کی بنیاد پر ایک تفسیری قسم نہیں پیدا ہوتی ، یہ سب  
الرابع والعشرون بہ تبیین ان صغر الالیہ  
ودقتہا بحیث تشبہ الذنب کما فی  
اضواءنا ہذا لیس من النقص فی شئی ،

کی تین تفسیریں کی ہیں ، اون والا ، چمکی وا ، معز کے  
علاوہ ۔ اور فارسی والوں نے اس کا ترجمہ میش کیا ، او  
ہم یہ ثابت کر آئے کہ احکام مخصوصہ کے بیان کے  
وقت ترجمہ ہو یا تعریف ، مساوی کے علاوہ نہیں  
ہو سکتی ، تو پتہ چلا کہ مذکورہ بالا چاروں لفظ بلکہ ہندی  
کا بھیڑیل کرپاچوں لفظ آپس میں مساوی ہیں ، ان  
کا محدود و مفہوم شے واحد ہے ، ترجمہ اون والی ہے  
وہی چمکی والی ہے ، اور چمکی والا ہے وہی اون  
والا ہے ، کیونکہ ایسے مواقع پر تعریف کا مقصد  
وصف نوعی بیان کرنا ہوتا ہے ، افراد کے وصف  
فعلی کا ذکر نہیں ہوتا کہ یہ تو عام طور پر رسم میں ملحوظ  
ہوتا ہے ، جیسے انسان اور حیوان کی تعریف میں  
تحرک ارادی یا مشی یا ضحک اور کتابت وغیرہ  
اوصاف — تو ہماری تقریر سے ثابت ہو گیا کہ  
بھیڑیل کی دم جو ہمارے بلاد میں ہوتی ہے وہ چمکی ہی  
ہے ، اور فقہ حنفیہ میں اس کی صورت اور حکم  
دونوں کا جزئیہ موجود ہے ۔

اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ ان بظاہر مختلف تعریفوں  
میں کوئی تضاد نہیں ، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں  
تعریف نہ تو اعم کے ساتھ خاص سے نہ اخص کے  
ساتھ ، بلکہ سب مساوی ہیں ، اور یہ کہ غنم میں چمکی اور  
دماغی خدشات اور وہمی خیالات میں ۔

تنبیہ بست وچہارم | یہ بھی واضح ہوا کہ بھیڑیل کی دم میں  
ناقص کامل کی لغوی کوئی کمی نہیں کہ کہا جائے  
وہ ناقص ہے اور چمکی کامل ہے ، لہذا ذنب کے ساتھ



لاحق نہیں ہو سکتی۔

ولذا اجازت التصحیحة معه كما نصوا عليه  
فترجم ان هذا ناقص فلا يلحق بالكامل قول  
ناقص ، خالف نصوص الأئمة الاكامل .

الخامس والعشرون<sup>۲۵</sup> لن تنزلنا عن  
كل هذا وسلمنا ان لا الية لها ، فم تاتي  
الخلافة بين الامام الاعظم ، والامام  
الثالث رضي الله تعالى عنهما ، و يجب  
بحكم الجواز بناء ان الفتوى على قول  
الامام رضي الله تعالى عنه على الاطلاق ، اى  
ما لم يتفق ائمة الفتيا على الفتوى بقول صاحبه  
اواحدهما كما نص عليه في الفتح والبحر والخيرة  
ورد المختار وغيرها من معتمدات الاسفار ، و  
قد سردنا نصوصها في كتاب النكاح من  
فتاوى سنا هذا اذ الم يرجع قول الامام فكيف اذا  
سرجح قول الامام فكيف اذا مرجح ، وقد ترجم  
ههنا قوله رضي الله تعالى عنه من نصوا على انه  
لا يعدل عن تصحيحه لانه فقيه النفس اتدري  
من هو هو الامام قاضى خا كما قاله العلامة  
قاسم في تصحيحه القدورى ، ونقله السيد الحموى  
في غمر العيون ، وسيد الشامى في حاشية الداء

تنبیہ بست و پنجم امام اعظم کے اور اگر ہم سب چھوڑ چھاڑ  
فتویٰ کی بنیاد پر فیصلہ کر یہی مان لیں کہ  
بھڑ بھڑے حکمت کا ہے تب بھی یہ انعام میں داخل ہے  
تو قربانی کا جانور ہے ، اور اسی جانور کی قربانی جائز  
ہونے نہ ہونے میں امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کا  
اختلاف ہے ، اور یہ معلوم ہے کہ اگر حجب تک کسی  
مسئلہ میں امام اعظم کے خلاف کسی اور امام کے قول  
پر متفق نہ ہوں ، فتویٰ امام کے قول پر ہے ، یہ مسئلہ  
فتح ، بحر ، نثر ، خیر ، شامی وغیرہ معتد اسفار میں منصوص  
ہے ، میں نے ان سب کو اپنے فتاویٰ کی حسب  
کتاب النکاح میں تفصیل سے نقل کیا ہے ۔

یہ حکم تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا  
ہے جس کی ائمہ ترجیح میں سے کسی نے ترجیح نہ دی ہو  
اور اس قول کی تو امام فقیہ النفس قاضیخان نے  
ترجیح فرمائی ہے کہ اپنے اصول کے موافق اسی کو  
مقدم کیا ، یہ مسئلہ بھی امام شامی اور امام طحاوی نے  
منصوص فرمایا ۔

۲۶۹/۶	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱	فصل المفتی	۱
۱۳۲/۲	دار المعرفہ بیروت	۲	کتاب الشهادات	۲
۳۰۲/۴	دار احیاء التراث العربی بیروت	۳	کتاب القضاء	۳
۵۱۳/۴	دار احیاء التراث العربی بیروت	۴	کتاب الہبہ	۴
۵۵/۴	ادارۃ القرآن کراچی	۵	کتاب الاجارات	۵

پس ایسی صورت میں بھیر کی قربانی کے جواز کا  
فتویٰ دے بغیر چارہ نہیں۔

فان كنت عارفا بهذه المسالك مدارك لتلك  
المدارك فقد عرفت تصحيح هذا لك وان  
لم تعرف فاسمع مني فاني لك من عيم بذلك، المثرة  
قد قد مر قول الامام وهو رحمه الله تعالى كما صرح  
به في صدر فآواة لا نعلم الا الاظهر الاشهر، قل  
السيد ان الفاضلان الطحطاوي والشامي في  
حواشي الدر ان ما يقدمه قاضيتان يكون  
هو المعتمد، واني قد اجمعت لك ههنا القول  
ظنا بك ان لك اشتغالا بالعلم فتكون قد وقفت  
على هذه المطالب الدائرة السائرة الظاهرة  
الزاهرة، فان خفي عليك شئ منها فاجعني، و  
لا تيأس من التفهيم فقد قلت لك الخ لك  
بأظهار كل ذلك من عيم، فثبت بحمد الله تعالى  
ان لو فرض عدم الالية، لهذا الحيوان لكات  
جواز التصحية به هو المذهب وقول امامنا  
الاعظم الاوحد، وهو الماخوذ الصحيح المعتمد  
والحمد لله الاحد الصمد علينا ما اسبغ من نعم  
لا تعد.

تذیل | آپ کی سات مستند کتابوں میں سے تین  
(ذخیرہ عقبی، درمختار، اشعة اللمعات) میں توضیح  
کی تفسیر میں "بما لہ الیة" کا کہیں پتہ نہیں بلکہ  
ذخیرہ عقبیٰ اور اشعة اللمعات میں تو آپ کے مدعا  
کے خلاف ہے جیسا کہ مذکور ہوا، لیکن صاحب تعلیق محمد

تذیل الکتب السبعة التي اسندت اليها ليس  
في ثلثة منها اعني ذخيرة العقبي والدر  
المختار واشعة اللمعات اثر من التفسير الضان  
بما لہ الیة، بل في الاول والثالث ما يرد  
عليك كما سمعت باذنك، واما عبارة

بما لہ الیة

ہے ، تو آپ کو بھی ان کی تقلید کرنی تھی تو اتنی ہی بات میں کرتے نہ کہ آگے بڑھ کر ایک محال بات کا دعویٰ کر دیا ، اور سب مسلمانوں کو گمراہ اور گمراہ گر کا خطاب دیا ۔

مجھ سے لکھنؤی صاحب کے ایک شاگرد نے ان کا یہ فتویٰ ذکر کر کے صورتِ حال دریافت کی تھی ، میں نے چند جملوں میں اس کا خلاصہ لکھ دیا تھا ، اور مسئلہ حق واضح کر دیا تھا ، یہ کلام تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حافل اور کافل ہے ، ان دونوں وبہوں کو دفع کرنے والا ، بلکہ اس کا تور و شدید ہے جو ان کی فتنہ بانی جائز کرتا ہے ، اور ان کے بچنے کی نہیں ۔

بلاشبہہ بھڑکا چھ ماہہ بچتہ جو دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو اس کی قربانی جائز ہے و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین ، اس رسالہ ہادی الاضحیۃ بالشاہۃ الہندیۃ سے ۱۳۱۲ھ میں فراغت حاصل ہوئی ۔

اذ قلہ تدا تہمت تقلیدہ فلم تعد الی ماعدت من المحال ، ولم تنسب المسلمین الی الضلال والاضلال ، وقد کان سألنی بعض تلامذہ هذا المعاصر اعنی صاحب التعليق المجید من بنارس فی اول هذه السنة عن فتیاء المذكورة فاجبت باحرف تكفی وتشفی و بینت ان الحبذع من هذه یجزئ و یکفی ، وما ذکرنا ہنا بتوفیق اللہ تعالیٰ ، فهو حافل کافل بدفع کلام الوہمین بل الرد الاشد علی من یجزا التضحیۃ بہا لا یجذعہا فانہ اذ قد جازا التضحیۃ فقد کانت من الانعام ولا انعام الا انواع الاربعۃ و اذ لیست من اہل و یقر و معز ، وجب ان تكون من الضان فوجب اجزاء المجنوع منها اذا کان بحیث لو خلط بالثیاب لم یتیمز من بعد ، واللہ الحمد تعالیٰ من قبل و من بعد ، و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ اجمعین کان الفراغ عن هذه العجالة المسماة ہادی الاضحیۃ بالشاہۃ الہندیۃ ۔